۷۸۶

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

الحمد للہ کہ یہ مجموعۂ میلاد و نعت حضرت خاتم الرسالت

مسمّٰی باسم تاریخی

حدیقۂ آخرت
سنہ ۱۳۲۸ھ

جسکے ضمن میں

چند مسدس

مسمّٰی بہ

جمال پیغمبر سنہ ۱۳۲۸ھ - معراج حضور سنہ ۱۳۲۸ھ - خبر وفات سنہ ۱۳۲۹ھ - وغیرہ

شامل ہیں

مصنفہ جناب افصح الفصحا مولوی سید حسن مرتضیٰ صاحب شفق عماد پوری شاگرد حضرت امیر مینائی لکھنوی

حسب فرمایش جناب سید مقبول احمد صاحب رئیس بیلا ضلع گیا

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

ہدیہ فی جلد ۶؍

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

الحمد للہ کہ یہ مجموعۂ میلاد و نعت حضرت خاتم الرسالت

مسمٰی باسم تاریخی

حدیقہ آخرت

۱۳۲۸ھ

جس کے ضمن میں

چند مسدس

مسمٰی بہ

جمال پیغمبر (۱۳۲۸ھ) - معراج حضور (۱۳۲۸ھ) - مخبر وفات (۱۳۲۹ھ) - وغیرہ

شامل ہیں

مصنفہ جناب افصح الفصحا مولوی سید حسن مرتضیٰ صاحب شفیق عمادپوری شاگرد حضرت امیر مینائی لکھنوی

حسب فرمائش جناب سید مقبول احمد صاحب رئیس بیلا ضلع گیا

در مطبع عام مفید آگرہ باہتمام محمد قادر علی خان طبع شد

ہدیہ فی جلد ۶/

یارب میں کس زبان سے تیری ثنا کروں — کس منہ سے شکر نعمت عظمیٰ ادا کروں
پایا ہے وہ نبی کہ صفت اسکی کیا کروں — جائے ادب ہے پہلے رقم التجا کروں

سجدے میں عجز سے سر تسلیم خم رہے
ہر دم درود ورد زبان قلم رہے

پیدا صریر کلک سے ہو شور السلام — صل علیٰ پکار اٹھیں سن کے خاص و عام
قدسی سر نیاز جھکائیں با احترام — آداب کی جگہ ہے یہ تعظیم کا مقام

اسجا نہیں کلیم کو موقع کلام کا
دم بند ہے مسیح علیہ السلام کا

لکھنا ہے حال مولد محبوب ذوالجلال — معمور اشتیاق ہے لذت سے بال بال
ایسا لکھوں کہ قال میں آجائے لطف حال — لیکن نہ حرف آئے کہیں یہ رہے خیال

جو لکھے بے نظیر لکھے بے بدل لکھے
خامے کا سر قلم ہو اگر بے محل لکھے

اقوال مستند ہوں روایات ہوں صحیح — موضوع یا ضعیف سے قطعِ نظر صریح
ہر نظم و نثر کو فصحا بھی کہیں فصیح — حرفِ غلط کی طرح مٹے بندشِ قبیح

آئینۂ سخن میں نہ ہو نام زنگ کا
تاثیر سے پگھلنے ہو دل موم سنگ کا

پتھر کا بھی جگر ہو تو دشمن پسیج جائے — کافر بھی سن کے کلمۂ توحید لب پہ لائے
صوفی کو میرے نالۂ موزوں پہ وجد آئے — قمری کی طرح نعرۂ حق سرّہٗ لگائے

مومن کو چین آئے نہ عاشق کو کل پڑے
آنکھوں سے اشک آئیں کلیجہ نکل پڑے

روحی فداک سدرہ پہ روح الامیں کہیں — صلّ علیٰ ملک سرِ عرشِ بریں کہیں
احسنت شاعرانِ سخن آفریں کہیں — احباب نکتہ سنج ہزار آفریں کہیں

ہر شعر تازہ گلشنِ جنّت کا پھول ہو
محبوب کو پسند خدا کو قبول ہو

الٰہی تیری حمد و ثنا کے لیئے الفاظ کہاں سے لاؤں؟ ایسے لق و دق میدان سے طے کرنے کو کس بساط پر قدم اُٹھاؤں؟ جس سمندر کا کنارا نہ ہو اُسکی گھاٹ اُترنا کیسا؟ جس بھنور کی کہیں تھاہ نہ ہو اُس سے ڈوبکر اُبھرنا کیسا؟ حباب لاکھ سر اُٹھائے دریا کے سامنے اُسکی ہستی کیا؟ پست ہو یا بلند سب کا وجود فانی تیرے آگے کیسی بلندی و پستی کیا؟ الٰہی تیرا حریم قدس وضل وہم و خیال سے خالی۔ تیری بارگاہ عزت نارسائی عقل سے عالی

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی تیرے بام رفعت کا ایک زینہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا تیرے اسرار حکمت کا گنجینہ الٰہی ہر شمع میں تیرا نور ہر بزم میں تیرا ظہور ہر گل میں تیرا رنگ و بو ہر طائر گم گشتہ کو تیری جستجو۔ بلبل کی زباں پر تیرا ترانہ قمری کی صدا میں نعرۂ مستانہ۔ ذرّہ ذرّہ تیرا آئینہ خانہ سب سے آشنا اور سب سے بیگانہ لمولفہ

ہر ذرے میں خورشید کا جلوا نظر آیا — ہر قطرے میں توحید کا دریا نظر آیا
وحدت ہوئی پردۂ کثرت میں بھی روپوش — دس ہیں تو کیا سو میں وہ یکتا نظر آیا
کوزے میں بھی دریا کی سمائی نظر آئی — تل بھر میں بھی ان آنکھوں کو کیا کیا نظر آیا
آنکھیں ہوں تو دل میں بھی وہ دیتا ہے دکھائی — جو طور پہ اے حضرتِ موسیٰ نظر آیا
محبوب کو بھیجا جو لباس بشری میں — بندوں میں خدائی کا تماشا نظر آیا
دیکھا نہ فرشتوں نے کبھی خواب میں جسکو — حضرت کو سر عرش وہ جلوا نظر آیا

انوار محمدؐ میں تجلّی تھی خدا کی
کیا کہئے شفیق صلّ علیٰ کیا نظر آیا

یہ کس کا نام پاک بیساختہ زبان پر آیا کہ دل نے یا سیدّی روحی فداک کا شور مچایا۔

زبان نے کہا آپ ماہ برج نبوت مہر سپہر رسالت ہیں۔ دل نے کہا اُس حسن شب افروز کے سامنے ماہتاب تیرہ اُس جمال جہاں آرا کے مقابل آفتاب خیرہ۔

زبان نے کہا آپ شان خدا صورتِ انساں۔ دل نے کہا ایسے انسان کہ تن میں جان یا جان میں نور ایماں۔

زبان نے کہا آپ کی ذات سرمایہ عزت دل نے کہا عزت کے لئے سرمایہ عزت۔

زبان نے کہا مقصود دو عالم دل نے کہا فخر بنی آدم (لمؤلفہ)

رحمتِ عالم نورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم ‏ عرشِ بریں کے نیّرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
اوّل و آخر باطن و ظاہر جو کچھ ہے سب کچھ ہم سب اُنہی کے ‏ سب سے مؤخر سب سے مقدم صلی اللہ علیہ وسلم
بیڑا پار لگانیوالے ڈوبتی ناؤ بچانیوالے ‏ خضر کے رہبر نوح کے ہمدم صلی اللہ علیہ وسلم
بھیدِ خدا کا جاننیوالے سرِّ خفی پہچاننیوالے ‏ رمز کے ماہر راز کے محرم صلی اللہ علیہ وسلم

جرم شفقت بخشانیوالے روزِ جزا کام آنیوالے
باعثِ عفوِ خطائے آدم صلی اللہ علیہ وسلم

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ سے آپ کا وجود باجود و فروغ کا شانۂ شہود۔
عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ سے ہم عاصیوں کی چارہ جوئی و غمخواری مقصود۔
آپ کا نگینِ رسالت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آپ کا خلعتِ رحمت وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ تاجدارِ صادق و امیں طرۂ دستار طٰهٰ و یٰسٓ عالمِ امی لقب مخاطب وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ سیدِ عالی نسب ملقب بہ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ شہنشاہِ عالم پناہ۔ سلطان سریرِ لِیْ مَعَ اللّٰہِ مشعلِ رہنمائے اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا شمعِ جہاں آرائے دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا مہرِ سپہرِ وَالضُّحٰى ماہِ مبیں وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى باعثِ تخلیقِ عالم موجبِ بنیادِ آدم کلیدِ گنجینۂ فتوح ناخدائے سفینۂ نوح چراغِ کعبۂ ربِ جلیل۔ ثمرۂ تازۂ باغِ خلیل۔ گلِ گلشنِ ذبیح۔ نویدِ جاں بخشِ مسیح سید الانبیا سند الاصفیا حضرت سیدنا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْبَرَرَةِ الْاَتْقِيَا

اے باقلیمِ رسالت مرترا زیبد شہا ‏ تختِ یٰسٓ طرۂ طٰهٰ و تاجِ هَلْ اَتٰى
اے سوادِ زلفِ مشکیں تو وَالَّيْلِ آمدہ ‏ وے جمالِ روئے تابانِ تو شرحِ وَالضُّحٰى
داری از حسنِ بصیرت کحلِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ ‏ در دو چشمِ سرمگیں اے نورِ عینِ مَا طَغٰى

زیب بزم لم یزل شمع شبستانِ ازل
ماہ برج فلک کفیٰ خورشید اوج اِنَّمَا

ذی شرف عالی نسب والا حسب شاہ عرب
فخر کل تاج رسل شمع سبل نورِ خدا

یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین
مغفرت خواہ گناہ امتاں روز جزا

اَنْتَ مَوْلَائِیْ حَبِیْبِیْ سَیِّدِیْ رُوْحِیْ فِدَاکَ
چارہ ساز ناغریباں وردِ دلہا را دوا

در میانِ قعر دریا تختہ بندم المدد
ناخدائے کشتی دیں نوح طوفانِ بلا

بندۂ مسکیں شفق ہم چشم دارد سوے تو
بر خطائش کن نگاہ لطف از عین عطا

فضائل ذکر خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

آیت:- فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ

ترجمہ:- تم لوگ مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں۔ میرا شکر بجا لاؤ کفران نعمت نہ کرو۔

اے سامعین۔! ذکر خیر شاہ لولاک عین ذکر خداوند پاک ہے اسکو اپنے محبوب کا ذکر اسقدر مرغوب ہے۔ کہ **حدیث قدسی** میں ارشاد ہوا جو میرے حبیب کا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے میں اس کا ذکر اپنے دل میں کرتا ہوں اور جو جماعت میں بیٹھکر اس کا ذکر کرتا ہے میں فرشتوں کی جماعت میں اسکا ذکر کرتا ہوں۔

اے مومنین! اس منعم حقیقی کا شکر کرو جسکی سب نعمتوں سے بڑی نعمت یہ ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ التحیات کو رحمت مجسم کے لباس میں مبعوث فرمایا۔ اور اس نوح کشتیبان امت کے تصدق میں ہم عاصیوں کا ڈوبتا بیڑا پار لگایا۔ اسی لئے وہ بار بار یوں ارشاد فرماتا ہے:-

آیت :- یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ترجمہ اے ایمان والو! اس نعمت خداوندی کا ذکر کرو جو تمپر اُتری ہے

یہ وہ نعمت ہے محبو! نقد جان جسپر نثار — یہ وہ نعمت ہے عزیزو! اک جہان جسپر نثار

ہشت جنت شش جہت ہفت آسمان جسپر نثار — بحر و بر ارض و سما کون و مکان جسپر نثار

نعمتِ کونین اس نعمت پہ صدقے کیجئے

دولتِ دارین اس دولت پہ صدقے کیجئے

اُس صاحب نعمت کا شکر کہاں تک کیجیے جس کے حق میں پروردگار نے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ فرمایا۔ اُس آیۂ رحمت کا ذکر کیوں کر کیجئے جسکی شان میں خطاب وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ آیا (المولفہ)

نازل ہو جسکی شان میں قرآں بعزوشاں — انساں کو اُسکی مدح میں تاب سخن کہاں

کس منہ سے میں کروں صفتِ شاہ انس و جاں — پوچھے کوئی جو مجھ سے تو اتنا کہوں کہ ہاں

شانِ رسول خالقِ اکبر سے پوچھئے

شانِ خدا جناب پیمبر سے پوچھئے

حدیث :- نسائی میں ہے : مَلٰٓئِكَةٌ سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ عَنْ اُمَّتِیَ السَّلَامَ

ترجمہ :- (یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا) چند فرشتے برابر زمین پر چکر لگانیوالے میری اُمت کا سلام مجھ تک پہونچا دیتے ہیں

اس ذکر کی فضیلت و عظمت ہو کیا بیاں — مشتاق ہے خدا بھی ہے یہ بھی قدرداں

پڑھتے ہیں جو درود و سلام آج ہم یہاں — لیجاتے ہیں ملک نہیں بھر بھر کے ڈالیاں

صلِّ علیٰ کہ غنچۂ اُمید پھول ہے

سرکار میں غلاموں کا ہدیہ قبول ہے

حدیث :- عِنْدَ ذِكْرِ الْاَوْلِيَاءِ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ ترجمہ خدا کے پیاروں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے ۔

پھر اُسکے حبیبِ خاص کی مجلس ذکر خیر کیوں انوار رحمت سے معمور ہو۔ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہ

رحمتِ باری ہے نازل محفل میلاد میں ۔ ذرہ بھی ہے ماہ کامل محفل میلاد میں
آسمانوں سے اُترتے ہیں فرشتے جوق جوق ۔ سن کے حضرت کے فضائل محفل میلاد میں
جو ازل سے ہیں شہید تیغ ابروے نبیؐ ۔ لوٹتے ہیں شکل بسمل محفل میلاد میں
راہ میں اُسکے بچھاتے آتے ہیں آنکھیں ملک ۔ جو بشر ہوتا ہے داخل محفلِ میلاد میں

ہدیۂ نعتِ نبی لیکر جو حاضر ہو شفق
رتبۂ حسّان ہو حاصل محفلِ میلاد میں

حدیث :- مسلم میں ہے جب حسّان بن ثابت رض اشعار آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سناتے تھے آپ خوش ہوکر اُن کے حق میں دعائیں فرماتے تھے ایک دفعہ ارشاد ہوا :-
اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ترجمہ اے خدا روح القدوس سے اسکی مدد کر۔

(لموٗلفہ)

مدّاحِ حبیب کا یارب صلہ ملے ۔ پھل اس ریاض کا مجھے روزِ جزا ملے
طوبیٰ کی شاخ سے ثمر مدعا ملے ۔ کوثر پہ کاش جام مے باصفا ملے

حُسنِ قبول و اوجِ فصاحت نصیب ہو
حسّان کی طرح مجھے شہرت نصیب ہو

مشہور مدح خواں تو نہیں ہوں اُس جناب کے ۔ روشن ہو نام ذروں میں اُس آفتاب کے

مضمون لکھے نعت میں اس آب و تاب کے
خامہ بھی سر سے طے کرے رستے ثواب کے

بڑھ جائیں حسنِ خط میں عطار د رقم سے ہم
بس کام آج مشق کا لوح و قلم سے ہم

ذہن رسا سے زور طبیعت دکھائیں ہم
عرش بریں سے نعت کی مضمون لائیں ہم

اشعار آبدار کے گوہر لٹائیں ہم
حق سے صلے میں خلد کی جاگیر پائیں ہم

فیضِ سخن سے رتبہ ذاکر بلند ہو
معشوق کا جو ذکر ہو عاشق پسند ہو

ذکر حبیب پاک کا چرچا کہاں نہیں
بالائے آسماں کہ سرِ لامکاں نہیں

سچ پوچھئے تو نعت میں جب گلفشاں نہیں
بدتر ہے برگ خشک سے منہ میں زباں نہیں

جبتک زباں دہن میں ہے انسان یہ کام لے
پڑھکر درود سید عالم کا نام لے صلی اللہ علیہ وسلم

فضائل درود شریف

آیت :- إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ :- بیشک اللہ اور اُسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اے ایمان والو درود و سلام بھیجو جو بھیجنے کا حق ہے۔

محدثین لکھتے ہیں کہ اللہ کا درود بھیجنا بندوں پر رحمت نازل فرمانا ۔ فرشتوں کا درود بھیجنا ہملوگوں کے حق میں دعائے خیر کرنا ۔ اور ہملوگوں کا درود بھیجنا خلوص دل سے کہنا :-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ (لمولفہ)

ہے ہر دعا سے بڑھکے فضیلت درود کی — ہر ورد سے زیادہ ہے عظمت درود کی

اتری ہے شان پاک میں آیت درود کی — مومن کو حق نے بھیجی ہے نعمت درود کی

صلوٰۃ و سلام کا جو ارشاد عام ہے — واجب ہر اک پہ وردِ درود و سلام ہے

حدیث:۔ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا (بخاری و مسلم)

ترجمہ:۔ جسنے ایکبار درود پڑھا اُسپر دس بار اللہ کی رحمتیں نازل ہوئیں۔

حدیث:۔ اَلدُّعَاءُ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ لَا تَصْعَدُ مِنْہُ شَیْءٌ حَتّٰی تُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ (ترمذی)

ترجمہ:۔ دعا آسمان و زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور ذرا بھی بلند نہیں ہوتی جبتک درود نہ پڑھا جائے

ثابت ہے یہ صحیح حدیثوں سے جا بجا (لمولفہ) — مومن نے ایکبار جو صَلِّ عَلٰی کہا

فضلِ خدا سے ہوگئیں دس رحمتیں عطا — ہے ترمذی شریف میں بھی صاف یہ لکھا

جبتک درود آئے نہ دل سے زبان تک

جاتی نہیں زمیں سے دعا آسمان تک

حدیث:۔ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ مِائَۃَ مَرَّۃٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَعَہٗ نُوْرٌ لَوْ قُسِمَ ذٰلِکَ النُّوْرُ بَیْنَ الْخَلْقِ کُلِّھِمْ لَوَسِعَھُمْ

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص جمعے کے دن مجھ پر سو بار درود بھیجے تو قیامت کے دن اُس شخص کے ساتھ ایسا نور ہوگا کہ تمام خلق کے درمیان تقسیم کیا جائے تو کافی ہو۔

حدیث عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُصَلِّیْ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَمَنْ کَانَ عَلَی الصِّرَاطِ مِنْ اَھْلِ النُّوْرِ لَمْ یَکُنْ مِّنْ اَھْلِ النَّارِ

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - درود بھیجنے والے کیلئے ایک نور ہوگا پل صراط پر اور جو صراط پر نور والوں سے ہوگا ہرگز دوزخی نہیں ہوگا -

(لمؤلفہ روایت منظوم)

کرتے ہیں نقل ابن حجر سے یہ ماجرا ۔ فاسق جو اک زمانہ میں موسیٰ کے مر گیا

بے گور و بے کفن وہ پڑا دیر تک ہا ۔ عاصی کی مغفرت کی کسی نے نہ کی دعا

جوش آ گیا جو رحمتِ ربِّ کریم کو ۔ آئی ندائے غیب جنابِ کلیمؑ کو

موسیٰ تمہیں ہے اسکے جنازہ سے احتراز ۔ کیوں اس گناہگار کی پڑھتے نہیں نماز

بندوں کا جرم بخشنے والا ہے بے نیاز ۔ چاہے وہ جسکو بخش دے سب کا ہی چارہ ساز

باغ جہاں میں چاہے تو گل کر دے خار کو ۔ چاہے تو دم میں نور بنا دے وہ نار کو

اسوقت گو تھا حضرت موسیٰؑ کو انفعال ۔ لیکن ادب کے ساتھ کیا اسقدر سوال

رحمت میں تیری کسکو ہے شک رب ذوالجلال ۔ ہے کوئی راز اور بھی آتا ہے یہ خیال

آئی صدا کہ اس پہ جو فضلِ خدا ہوا ۔ سامانِ مغفرت کا بھی پیدا نیا ہوا

توریت دیکھنے لگا اک روز یہ جواں ۔ اس صفحے پر نگاہ پڑی جا کے ناگہاں

جسپر لکھا تھا نام محمدؐ بعز و شاں ۔ آنکھوں سے یہ لگا کے ہوا تھا درود خواں

عظمت پسند آ گئی نام حبیب کی ۔ صدقے میں مغفرت ہوئی اس خوش نصیب کی

حدیث :- رُوِیَ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ قَالَ مَا مِنْ مَجْلِسٍ یُصَلّٰی فِیْہِ عَلَی النَّبِیِّ صلعم اِلَّا قَامَتْ مِنْہُ رَائِحَۃٌ طَیِّبَۃٌ حَتّٰی تَبْلُغَ عَنَانَ السَّمَاءِ فَتَقُوْلُ الْمَلٰئِکَۃُ ھٰذَا مَجْلِسٌ صُلِّیَ فِیْہِ

ترجمہ :- بعض صحابہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ کوئی مجلس ایسی نہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

پر درود پڑھا جاے اور اُس سے ایسی خوشبو نہ اُٹھے کہ آسمان کے کناروں تک پہونچ جاے۔ پس فرشتے کہتے ہیں کہ یہ اُس مجلس کی خوشبو ہے جسمیں درود پڑھا گیا ہے۔

نقل ہے حضرت محمدؐ بن سعد مطرف سے کہ سوتے وقت وہ اکثر درود شریف پڑھا کرتے تھے ایک رات خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ کہتے ہیں کہ حضور نے نہایت شفقت سے میرے رخسارے کا بوسہ لیا جب بیدار ہوا تو سارا گھر مشک و عنبر سے بسا ہوا تھا اور میرے منہ سے عجب خوشبو آتی تھی ؎

یا د جب آگئی زلفِ شہ ابرار کی بو | بسگئی سر میں مرے نافۂ تاتار کی بو
کیوں نہ گلیاں ہوں مدینہ کی معطرؔ ہرسو | ہے وہاں پھیلی ہوئی احمدؐ مختار کی بو
خاک پر گر پڑے غش کھا کر اویسؓ قرنی | سر میں آئی جو قبائے شہِ ابرار کی بو
نکہتِ گلشنِ طیبہ سے معطر ہے چمن | لائی ہے بادِ صبا خلد کے گلزار کی بو
ہمنے جس پھول کو سونگھا وہی خوشبو پائی | ہر چمن میں ہے اُسی کے گلِ رخسار کی بو
مر کے بھی چھوٹے نہ عشاق سے دامن اُنکا | ہو کفن میں بھی بسی جامۂ دلدار کی بو

کیوں نہ گلہاے سخن سے تر و تازہ ہو دماغ
شفق ان پھولوں میں ہے احمدؐ مختار کی بو

نقل ہے حضرت ابو زراعہؒ کو بعد وفات لوگوں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتوں کی امامت کرتے ہیں۔ پوچھا کہ یہ مرتبہ کیونکر ملا تو انہوں نے کہا کہ جب حدیث لکھی تو ایک درود لکھا یعنی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لکھنے کے صلے میں یہ رتبہ ملا ؎

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ | اَحْمَدُنَا شَفِیْعُنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

شانہ کش اذا سجیٰ غازہ روئے والضحیٰ — سرمۂ چشم ما طغیٰ صلِّ علیٰ محمدٍ
ماہ مبیں قل کفیٰ مہر سپہر ھل اتیٰ — نورِ جبیں قد نریٰ صلِّ علیٰ محمدٍ
گوہر درج اصطفا اختر برج اجتبا — نیّر اوج انما صلِّ علیٰ محمدٍ

سن کے فرشتوں نے شفق چوم لیا قلم مرا
پڑھکے درود جب لکھا صلِّ علیٰ محمدٍ

فضائل محبّت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آیت :- اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ

ترجمہ :- نبی ایمانداروں پر اُن کی جانوں سے زیادہ محبّت وولا کا مستحق ہے :-

آیت :- قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

ترجمہ :- کہدو اگر اللہ کے پیارے بننا چاہتے ہو میری تابعداری کرو خدا تمہیں پیار کرے گا۔

حدیث :- لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ وَوَلَدِہٖ وَوَالِدَیْہِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

ترجمہ :- کوئی تم میں پکا ایماندار نہیں ہوسکتا جبتک مجکو اپنی جان اولاد ماں باپ اور سب لوگوں سے زیادہ پیار نہ رکھے۔

شرح مسلم میں ہے کہ محبّت کی تین قسمیں ہیں ایک محبّت عزّت وعظمت کی دوسری شفقت وپیار کی تیسری آپس میں سلوک رکھنے اور ملنے جلنے کی اس حدیث میں تینوں قسموں کی محبّت پر محبّت نبوی کی ترجیح بتائی گئی۔

حدیث :- لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ

ترجمہ :- جسکو آپ کی محبّت نہیں اُسکو ایمان نہیں **لمؤلفہ**

محبوب خدا کی جسے اُلفت نہیں ہوتی — حاصل اُسے ایمان کی دولت نہیں ہوتی

یوں دل سے جدا اُسکی محبت نہیں ہوتی — معنی سے الگ جیسے عبارت نہیں ہوتی

اُس آیۂ رحمت پہ جو قرآں نہ اُترتا — نازل کبھی اللہ کی رحمت نہیں ہوتی

اُس شافع محشر کا کریں شکر گنہگار — رحمت نہیں ہوتی جو شفاعت نہیں ہوتی

بیساختہ یوں نعت شفق لکھ نہیں سکتا

حاصل جو خداداد طبیعت نہیں ہوتی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی محبت جو اپنی جان یا مال اولاد سب سے بڑھکر ہو۔ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم سے ظہور میں آئی جنھوں نے اپنا گھر بار آپ کے قدموں پر ڈالا آپکی محبت نے جنھیں گھر سے نکالا۔ آپ ہی کے لئے اپنے پرائے سب سے رشتۂ محبت توڑا۔ آپ ہی کی رفاقت میں خاندان اعزّاء اقارب سب کو چھوڑا المولفہ

اللہ وہ مہاجر و انصار جاں نثار — ہر رنج میں رفیق ہر آفت میں غمگسار

ایسے وفا شعار وفا جنکی یادگار — عالم میں جن کے دم سے ہی اسلام کی بہار

کیا کیا شگفتہ پھول تھے اُس ایک باغ کے

پروانے سیکڑوں تھے اُسی اک چراغ کے

روایت ہی حضرت اویس قرنیؓ جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار ظاہری سے مشرف نہ تھے ایسے عاشق صادق ہوئے کہ جب جنگ اُحد میں دندان مبارک کی شہادت کا واقعہ سنا۔ اِس خیال میں کہ کیا جانے حضور کا کون سا دندانِ پاک شہید ہوا ایک ایک کرکے اپنے سب دانت اُکھیڑ ڈالے اُسوقت گویا بزبان حال یہ مصداق مقال تھا (المولفہ)

نیست ثناے دُر دندانِ محمد — کاینطق وصف لب گویانِ محمد

بوسہ لب رنگیں کا لیا سنگ جفا نے
یاقوت بنے گوہر غلطان محمدؐ

پتھر بھی ہوئے شوخی اعجاز سے گویا
قربان ترے لعل بدخشان محمدؐ

الیاس و خضر آب کرم سے ہوئے سیراب
صدقے ترے ای چشمۂ فیضان محمدؐ

کوثر بھی ہے اک موج اُسی بحر کرم کی
طوبیٰ بھی ہے اک سرو خیابان محمدؐ

بت دیکھتے ہی گر پڑے سجدے میں زمیں پر
اے صلّ علی شان خدا شان محمدؐ

اُٹھوں گا لحد سے میں شفق جھاڑ کے دامن
کہتا ہوا دست من و دامان محمدؐ

اے محبو! حضرت اویسؓ جانباز عاشق باسوز و گداز کو باوصف دوری و مہجوری جو اعلیٰ درجے کا قرب حضوری حاصل تھا وہ اسی عشق و محبت کا ثمرۂ کامل تھا۔ عمر بھر سرور بادۂ محبت سے مدہوش و اشتیاق مشاہدۂ جمال باکمال میں از خود فراموش

اِس درجہ بڑھا عشق اویس قرنی کا
للمولفہ
شہرہ ہوا کونین میں دنداں شکنی کا

مشہور حلاوت ہے زبانِ عربی کی
قرآن ہے اک معجزۂ شیریں سخنی کا

دو ٹکڑے ہوا ایک اشارے میں قمر بھی
ناخن ہی لیا کام جو ناوک فگنی کا

جس قامت موزوں کا میں دلدادہ ہوں شفق
طوبیٰ بھی ہے سایہ اُسی سرو چمنی کا

خالی کوئی اُس در سے شفق پھر نہیں سکتا
سرکار سخی کی ہے وہ دربار غنی کا

روایت ہے کہ اصحاب باوقار میں ایک عاشق زار جان نثار سید ابرار حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ تھے۔ جو ایک لمحہ صحبت بابرکت سے جدا ہو کر بیقرار ہو جاتے۔ نہ دن کو چین نہ شب کو خواب۔ ہر ساعت تمنائے مشاہدۂ جمال میں بیتاب۔ یہاں تک کہ

ہمیشہ حضوری میں حاضر رہنے کا حکم ہوا تھا۔ مگر اُن کا حال بزبان حال اس تضمین کا
مصداق مقال تھا لمؤلفہ

عشق محبوب میں عاشق کو تھی دیوانہ وشی گاہ فریاد و فغاں گاہ خموشی و غشی
بیقراری سے یہ کہہ کہکے کبھی نالہ کشی لِیْ حَبِیْبٌ عَرَبِیٌّ مَدَنِیٌّ قُرَشِیٌّ
کہ بود درد و غمش مایۂ شادی و خوشی

تشنہ کام محبت کی ہے ساقی کیا بات عشق کی پیاس بجھائے نہیں بجھتی ہیہات
لاکھ ساغر پیہم میں ساغر پیئے جاؤں ورات مصلحت نیست مرا سیری ازاں آبحیات
ضَاعَفَ اللّٰهُ بِهٖ كُلَّ زَمَانٍ عَطَشِيْ

عشق گل میں نہیں بلبل کی طرح میں نالاں شکل قمری نہیں دیوانۂ سرو بستاں
صورت کبک دری چاند پہ کب ہوں قرباں ذرّہ وارم ہوا داری او رقص کناں
کہ شدہ شہرۂ آفاق بخورشید وشی

حسن محبوب خدا کا میں کہوں کیا عالم چشم مشتاق کو جبکا ہے تصور پیہم
جو لگا ہوں سے نہیں ہوتا ہوا وجھل کوئی دم گرچہ صد مرحلہ دورست ز پیش نظرم
وَجْهُهٗ فِيْ نَظَرِيْ كُلَّ غَدَاةٍ وَّعَشِيْ

یہی منزل ہے شفق اہل محبت کو پسند وادی شوق کا رستا کبھی رہتا نہیں بند
چل سر آنکھوں سے جو چلنا ہو تامل تا چند جامی ارباب وفا جز رہ عشقش نروند
سر سعادت چو ازیں راہ قدم باز کشی

ایک روز حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت توبانؓ کو بارخ زرد و دل
پر درد دیکھکر پوچھا کہ کیا باوصف حضوری بھی دوری کا الم ہے اور میری صحبت میں رہ کر

بھی تجھے میری جدائی کا غم ہے۔ تو اُسوقت اُس عاشق زار نے گویا بزبان حال یوں عرض کیا۔ تضمین (المولفہ)

کمند گیسوئے شبگوں بآسماں زدہ — کمان ابروئے پرخم بہ لامکاں زدہ

سناں غمزہ بدلہای ناتواں زدہ — فشاں کہ دررگ جاں نشتر نہاں زدہ

دروں سینۂ من زخم بے نشاں زدہ — بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ

جو حالِ زار مرا ہے سناؤں میں کیونکر — نہ کہہ سکونگا جسے لب پہ لاؤں میں کیونکر

جگر میں داغ ہیں کتنے بتاؤں میں کیونکر — جو درد دل میں ہے مولا دکھاؤں میں کیونکر

دروں سینۂ من زخم بے نشاں زدہ — بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ

جمال پاک یہاں جلیتجی ہی پیشِ نظر — مگر جو آگئی مجھ زار کی اجل سر پر

تڑپ تڑپ کے تہ خاک خستہ دل مضطر — لحد سے اُٹھوں گا کہتا ہوا سر محشر

دروں سینۂ من زخم بے نشاں زدہ — بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ

حضرت ثوبان کا کلام بیتابانہ نمونہ جذبات عاشقانہ سنکر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کچھہ فرمانے ہی کو تھے کہ یہ آیت سراپا بشارت نازل ہوئی۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

ترجمہ: جس نے اطاعت کی اللہ و رسول کی وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر خدا نے انعام کیا اور وہ انبیاء و صدیق و شہید و صالح لوگ ہیں اور اچھے رفیق ہیں (المولفہ)

دل فدائے رخ زیبائے رسولِ عربی — جان قربان تمنائے رسولِ عربی

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ میں ساہی ہو داخل — شکل ثوبان ہو جو شیدائے رسولِ عربی

وَالضُّحٰی کی کبھی وَالشَّمْس کی تفسیر کروں
لکھ کے وصف رخ زیبائے رسول عربی

کحل مَازَاغَ سے کیا خوب جگائی جادو
مرحبا نرگس شہلائے رسول عربی

شفق آنکھوں کی ضیا بھی ہے دوا بھی دل کی
حبذا خاک کف پائے رسول عربی

بَلَّغَ اللّٰہُ صَلٰوتِیْ وَسَلَامِیْ اَبَدًا
لِنَبِیٍّ قُرَشِیٍّ مَدَنِیٍّ عَرَبِیٍّ

سبب ظہور خیر البشری بقالب عنصری

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ

ترجمہ - بیشک آیا تم میں وہ رسول جو تمہیں لوگوں میں سے ہے جس پر تمہاری تکلیفیں شاق گزرتی ہیں تمہاری طرف نہایت رغبت کرنیوالا اور سب ایمان والوں کے ساتھ رافت و رحمت والا -

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس بشری میں تشریف لانا بلکہ یوں کہیے کہ خدا کی رحمت کاملہ کا قالب عنصری کے پیرائے میں آنا محض اسلئے ہوا کہ بمقتضائے اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ وہ ہادی برحق قرب خداوندی کا وسیلہ ہو -

پس بمصداق عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ وہ حبیب کریم ہم بیکسوں کا والی ہم دردمندوں کا چارہ ساز ہے اور بلحاظ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ وہ رؤف و رحیم ہم بے یاوروں کا حامی ہم غریبوں کا دلنواز ہے -

ذرہ کی آفتاب تک رسائی دریا کی حباب میں سمائی دشوار تھی - دشمن تاک میں رہزن گھات میں منزل دشوار گزار تھی ایسے رہنما کے بغیر انسان مشت خاک خداوند پاک تک کب پہونچ سکتا - خدا جانے

عبث ہو سناک وشت ضلالت میں کدہر کدہر بھٹکتا - (للمؤلفہ)

اگر وسیلۂ خیر الوریٰ نہیں ملتا ‏ ‏ ہزار ڈہونڈہتے بندے خدا نہیں ملتا

خدا نہ ملتا اگر مصطفیٰ نہیں ملتے ‏ ‏ کہ بے وزیر ملے بادشاہ نہیں ملتا

بھٹک کے وشت ضلالت کی خاک کیا چھانتے ‏ ‏ جو رہبر وا نہیں وہ رہنما نہیں ملتا

فرشتے سجدہ نکرتے جناب آدمؑ کو ‏ ‏ جو اُس کا گنج دُرِ بے بہا نہیں ملتا

بھنور میں پھنسکے نکلتی نہ نوحؑ کی کشتی ‏ ‏ قسم خدا کی جو وہ نا خدا نہیں ملتا

جلو میں اُسکے نہ ہوتے اگر عصا بردار ‏ ‏ کلیمؑ کو بھی ید بیضا نہیں ملتا

نہ لاتے مژدۂ تازہ جو اُسکی آمد کا ‏ ‏ مسیحؑ کو بھی دم جانفزا نہیں ملتا

دکہاتے آپ نہ ظلمات میں اگر مشعل ‏ ‏ خضرؑ کو چشمۂ آب بقا نہیں ملتا

گیا مدینے کو شاید نکلکے پہلو سے ‏ ‏ کہ میرے سینے میں دل کا پتا نہیں ملتا

سوائے وصف رخ و زلف مصطفیٰ دن رات

شفق کو شغل کوئی دوسرا نہیں ملتا

(رباعی) ‏ کیفیت تخلیق نور کامل السرور ‏ (للمؤلفہ)

چوں شمع سر بزم شہود آمدۂ ‏ ‏ خورشید باقلیم وجود آمدۂ

نازم بوجود تو کہ با جود اتم ‏ ‏ محبوبی وشایاں ورود آمدۂ

اَللّٰھُمَّ یَا نُوْرُ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ خَلَقْتَہٗ مِنْ نُوْرِکَ وَمِنْ نُوْرِہٖ خَلَائِقَ اَجْمَعِیْنَ

کاشفان اسرار کن فیکون و واقفان رموز خلاق بیچوں لکہتے ہیں کہ ازل میں بمصداق کَانَ اللّٰہُ لَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئًا سوائے ذات مطلق کسی شئے کا وجود نہ تھا ماورائے حضرت واجب الوجود ہستی بے ثبات کا نمود نہ تھا - عالم وجود جو بالفعل موجود ہے پردۂ عدم

میں مستور تھا۔ پس بمضمون اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ آفتاب عالمتاب احدیت کا پہلا جلوہ حضور کا نور کامل السرور تھا (لمولفہ)

نہ وجود تھا نہ نمود تھی نہ نشانِ شانِ ظہور تھا | جو نہاں سے پہلے عیاں ہوا وہ حبیب پاک کا نور تھا
نہ زمیں تھی نہ یہ آسماں نہ مکیں تھے نہ کوئی مکاں | کہیں نام جن و بشر کا تھا نہ نشاں حور و قصور تھا
جو ملک نے دیکھ لی اک جھلک تو ہیں سر بسجدہ ہو ملک | کہ جبین ابو البشری میں بھی اُسی نور حق کا ظہور تھا
وہ مہ رُسل وہ شہ سبل چمن ازل کا تھا جب کہ گل | نہ بہار باغ خلیل تھی نہ فروغ شعلہ طور تھا

ھُوَ الْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰخِرُ سے کھلا یہ راز نہاں شفق
وہی سب کے پیچھے عیاں ہوا کہ ہر اک سے پہلے جو نور تھا

محدثین ارباب سیر کے نزدیک اوّلیت حقیقی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہے اور ازل میں سب سے پہلے تمغائے نبوت و رسالت حضور ہی کو بارگاہ احدیت سے مرحمت ہونا اکثر احادیث سے مروی ہے۔

حدیث:۔ کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (ترمذی مروایت حضرت ابو ہریرہؓ)

ترجمہ:۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) میں اُس وقت نبی تھا جب آدم روح و بدن کے درمیان تھے۔

حدیث:۔ کُنْتُ اَوَّلَ الْاَنْبِیَاءِ خَلْقًا وَّ اٰخِرُھُمْ بَعْثًا۔

ترجمہ:۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں) میں خلقت میں سب پیغمبروں سے اوّل اور بعثت میں آخر ہوں۔

حدیث: قسطلانی نے بیہقی سے روایت کی ہے ابن حجر وغیرہ نے صحیح کہا ہے:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ

فِي طِينَتِهٖ وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةُ عِيسٰى وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي
رَأَتْ حِينَ وَضَعَتْنِي وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ۔

ترجمہ:۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔ بیشک میں اللہ کے نزدیک لکھا ہوا تھا ختم کرنیوالا نبیوں کا اسوقت میں کہ آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی خمیر میں پست تھے اور میں تم کو پہلے امر کی خبر دیتا ہوں کہ دعا ہوں ابراہیم علیہ السلام کی اور بشارت ہوں عیسیٰ علیہ السلام کی اور عجائبات دیکھنا میری والدہ کا میری پیدائش کے وقت کہ نکلا اُن سے نور جس سے قصر شام روشن ہو گئے۔۔ (**موٴلف**)

وہ نور جس سے ہوئے قصر شام تک معمور ۔۔۔ وہ نور جس کا تھا کعبے کے بام و در سے ظہور
وہ نور جسکو سراجؐ منیر کہتے ہیں ۔۔۔ وہ نور شمع سرا لامکاں جو ہے مشہور
وہ نور جسکو چھپا تھی حجاب عظمت میں ۔۔۔ وہ نور جسکی بہا تک تھی نقاب میں مستور
وہ نور مخزن اسرار رموز کن فیکوں ۔۔۔ وہ نور شان میں جسکی ہے ما خلق مذکور
وہ نور مظہر انوار انفس و آفاق ۔۔۔ وہ نور جس سے ہوا قدرت خدا کا ظہور
ظہور جس کا ہے سب انبیا کے آخر یوں ۔۔۔ چھپا ئے جیسے ستاروں کو آفتاب کا نور

مدارج النبوة میں ہے کہ حضور کے نور کرامت ظہور نے تمام انبیا علیہم السلام کے انوار کو چھپا لیا ۔ اُسوقت جناب احدیت سے ارشاد ہوا کہ یہ کل انبیا کا سردار ملک رسالت کا تاجدار ہے (**موٴلفہ**)

محمدؐ کو ازل سے بادشاہ انبیا پایا ۔۔۔ تعالی اللہ کیسا مظہر نور خدا پایا
ہوا مسند الیہ آخر وہی اسناد و مسند کا ۔۔۔ خبر ہمنے اُسی کو اور اُسی کو مبتدا پایا
قضیہ حشر میں مقدر شرط ہی اُسکی شفاعت کی ۔۔۔ جزا اُسی طلی کیا شافع روز جزا پایا
وہی ہے باطن و ظاہر وہی ہے اول و آخر ۔۔۔ اُسی کو ابتدا پایا اُسی کو انتہا پایا

شفق پوچھے اگر کوئی کہ کیا پایا محمدؐ سے
تو کہدیں پالیا ہمنے خدا کو اور کیا پایا

آیت میثاق۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ۔

ترجمہ:۔ اور جب وقت اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا۔ البتہ جو کچھ میں تم کو کتاب و حکمت سے دوں۔ پھر تمہارے پاس ایک پیغمبر آئے جو تمہارے ساتھ والی کتاب و حکمت کی تصدیق کر دکھائے۔ بیشک ایمان لاؤ تم و مدد دو۔ کہا پھر کیا اقرار کیا تمنے اور لیا تمنے بھاری عہد میرا کہا اُن (پیغمبروں) نے اقرار کیا ہمنے۔ کہا پس شاہد رہو اور میں ساتھ تمہارے شاہدوں سے ہوں۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین نے ازل میں آپکی نبوت کا پورا اقرار اور شہادت کا اظہار کیا جسکی تطبیق اُسی حدیث سے ہوتی ہے جو وارد ہی ہیں نہ کو یہ کہ اگر موسیٰ علیہ السلام ہوتے میرے زمانے میں تو میری پیروی کرتے۔

تضمین ملوٗلفہ

نام لیوا نہو کیوں عیسیٰ دوراں اُن کا
کیوں نہ ہو زیر نگیں ملک سلیمان اُنکا

کیوں نہ پیرو ہو ہر اک مرسل ذیشاں اُنکا
حکمراں ہو ہے وہ ہے تابع فرماں اُن کا

کون آزاد نہیں بندۂ احساں اُنکا

پائی ہے سیدؐ کونین نے کیا سرداری
انبیا پر بھی ہے فرمان حکومت جاری

باعث عز و شرف جنکی ہے خدمتگاری
فخر سمجھیں جو سگے ہاتھ عصا برداری

مرتبہ جانتے ہیں موسیٰ عمراں اُنکا

دولتِ حسن کہاں خواب میں پاتے یوسفؑ — کب زلیخا کے مقدر کو جگاتے یوسفؑ

آبروئے مصر کی کس طرح بڑھاتے یوسفؑ — کس طرح گر کے کنوئیں سے نکل آتے یوسفؑ

ہاتھ آتا نہ اگر گوشۂ داماں اُنکا

عرش سے آتے ہیں لیکے خدا کا پیغام — عمدہ نامہ بری کرتے ہیں جبریل انجام

در پہ رہتے ہیں فرشتے بھی کھڑے بہر سلام — حوریں خدمت کو کنیزیں ہیں تو غلماں ہیں غلام

کوثر اُنکا ہے بہشت اُنکی ہے رضواں اُنکا

رکھتے ہیں حسن سخن کے نئے اسلوب امیر — خوب لکھتے ہیں شفق مدحتِ محبوب امیر

کھلگئے شاعر اس شاہ کے کیا خوب امیر — بادشاہوں کو کیا فقر ہیں مغلوب امیر

وجہ یہ تھی کہ خدا خود تھا نگہباں اُن کا

جب شاہد وحدت کو اپنے حسن عالم افروز کا جلوہ دکھانا مقصود ہوا - وہ نور قدم گنجور جو بمصداق کَوْكَبٌ دُرِّيٌّ قندیل عرش سے آویزاں تھا رونق افروز بزم شہود ہوا۔ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ کا ظہور ہوا اور حضرت ابو البشر کا قالب خاکی اُس نور سے معمور ہوا - تفسیر کبیر آیت تِلْكَ الرُّسُلُ کے تحت میں ہے ملائکہ مقربین کو جو آدم علیہ السلام کے سجدے کا حکم دیا گیا اس تعظیم کے پردے میں اُسی نور عظیم الشان کی عظمت کا اظہار تھا پھر ابلیس گندم نما جو فروش کے بہکانے سے جو تقصیر ہوئی اُسکی معافی کا ذریعہ بھی وہی محبوب کردگار تھا - بمصداق وَحَمَلْنٰهُ فِي السَّفِيْنَةِ مَعَ نُوْحٍ اُسی ناخدائے بحر کرم کے طفیل سے نوح علیہ السلام کا بیڑا پار ہوا - بمضمون وَقَدْ فِيْنَا فِي النَّارِ فِي صُلْبِ اِبْرَاهِيْمَ اُسی نخلبند چمن عالم کی بدولت خلیل علیہ السلام پر آتشکدہ گلزار ہوا۔

تضمین شعر حضرت استادی امیر مینائی مغفور

ہمیشہ آپ ہی سے فیض پاتے آئے پیغمبر   کیا آدمؑ کو سجدہ تک فرشتوں نے جھکا کر سر
ہوئی توبہ قبول اُن کی مگر نام آپ کا لیکر   بچی طوفاں سے کشتی آکے ٹھہری کوہ جودی پر
کہا جب نوحؑ نے یارب بچا صدقہ محمدؐ کا

خدا کے فضل سے گلزار رضواں ہو گئی آتش   کہا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا شبنمستاں ہو گئی آتش
جوابِ تختہ گلہائے خنداں ہو گئی آتش   خلیل اللہ پر کیسی گلستاں ہو گئی آتش
ہوا مشکل کشا موجہ نسیم باغ احمد کا

المختصر وہ نور کامل السرور آدم علیہ السلام سے یکے بادیگرے شیثؑ۔ نوحؑ۔ ابراہیمؑ
اسمعیلؑ وغیرہ انبیا میں درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہوا بنی عدنان تک آیا پھر بنی ہاشم
سے عبد مناف اور عبد المطلب تک پہونچا۔ عبد المطلب کے چند صاحبزادے
تھے مگر سب سے وجیہ حسین و جمیل عبد اللہ والد ماجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے

گوہر دُرجِ شرف تھا حُسن عبد اللہ کا   نور تھا لوحِ جبیں پر سیّد ذیجاہ کا
کرتے تھے اہلِ عرب نسلِ بنی ہاشم پہ فخر   کیا نسب تھا طیّب و طاہر رسول اللہ کا
چھا گئی قوم عرب پر جب جہالت کی گھٹا   بن گیا بتخانہ کعبہ تک خلیل اللہ کا
دفعتاً توحید کی ایسی ہوا پھر گئی   گر پڑے سجدے میں بت لیکے نام اللہ کا
دی صدا ناقوس نے اللہ اکبر کی شفق
بن گیا شور جلاجل نغمہ اِلَّا اللہ کا

بیان ولادت باسعادت حضورؐ

روایت ہے کہ جب عبد اللہ کا نکاح آمنہ بنت وہب سے ہو چکی ... [illegible]

اُس نور پاک نے صلب پدر سے منتقل ہو کر بطن مادر کو منور فرمایا - یہاں تک کہ ہنگام ولادت باسعادت قریب آیا - فصل بہار کا زمانہ تھا برسات دن معتدل نہ سردی کی شدت نہ گرمی کی حدت - باران رحمت نے زمین خشک کو سیراب اور جلی ہوئی کھیتیوں کو سرسبز و شاداب کر دیا - (ابیات حسب حال لمؤلفہ)

آئی بہار جانفزا لائی نوید گل صبا چلنے لگی ٹھنڈی ہوا بادل گھرے چھائی گھٹا
ہر ہر روش پر جا بجا گلشن میں تازہ گل کھلا غنچہ چٹک کر بول اُٹھا اھلاً و سھلاً مرحبا

سرسبز ہے نخلِ کہن شاداب ہیں سرو و سمن شبنم سے شاخ نارون برساتی ہے دُرِّ عدن
ہے نافۂ مشکِ ختن سنبل کی زلف پرشکن نازک گلوں کا پیرہن رنگین ہے غنچوں کی قبا

جن و بشر ہیں شادماں محوِ نشاط جاوداں دلشاد ہیں پیر و جواں آباد ہے باغ جہاں
بلبل کی دلکش داستاں قمری کی کو کو دلستاں صحن چمن میں نغمہ خواں ہیں طائران خوشنوا

آتا ہے وہ گل جس کی بو پھیلی ہوئی ہے چار سو محو تماشا کو بہ کو پھرتے ہیں اہل جستجو
سنکر نوید اشربوا میکش ہیں مستِ آرزو پھر بھر کے لا جام و سبو نہر لبن ہے ساقیا

پاکر غلامی کا شرف غلماں کھڑے ہیں صف بصف حوریں لئے ہیں چنگ و دف رضواں بھی ہے ساغر بکف
ہے شور مطرب ہر طرف صوفی ہیں مستِ من عرف سنکر سرود لاتخف عشاق ہیں نغمہ سرا

آتا ہے سلطانِ امم زینت دہ تاج و علم ذی اقتدار و ذی حشم عالی نسب والا ہمم
شمع شبستانِ قدم مہر عرب ماہ عجم ابر سخا بحر کرم سرمایۂ جود و عطا

کفار کا سینہ ہے شق ابلیس کا ہے رنگ فق پر نور ہیں چودہ طبق آتا ہے اب وہ نور حق
لیتے رہے جس سے سبق سب انبیائے ماسبق پڑھتے ہیں دل پر نقش حق صلّ علیٰ صلّ علیٰ

اللہ اکبر! بارہویں ربیع الاوّل کی صبح بھی کیا صبح تھی کہ سورج نکلنے سے پہلے مہر سپہر والضحیٰ

ماہ مبیں وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی حضرت سیدّنا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مطلع قدم سے عرصۂ حدوث میں جلوہ افروز ہوئے ۔

کھڑے ہو کے پڑھیے سلام و درود — کہ رحمت نے پہنا لباس وجود
صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلَی الْبَدْرِ التَّمَام — کَمِصْبَاحِ الزُّجَاجَۃِ فِی الظَّلَام
کَعِطْرِ الْوَرْدِ فِی سَرَاجٍ وَّدُوْجٍ — بِنَشْرِ الطِّیْبِ کَالْمِسْکِ الْخِتَام
شَفِیْعٌ لِّلْعُصَاۃِ الْمُذْنِبِیْن — رَفِیْعُ الْجَاہِ فِیْ یَوْمِ الْقِیَام
اَغِثْنِیْ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْن — بِاِنْجَاحِ الْمَقَاصِدِ وَالْمَرَام
فَصَلُّوْا دَائِمًا صَلّٰی وَسَلَّمْ — عَلٰی اٰلٍ وَّصَحْبٍ ذِی الْکِرَام

السلام اے مرجع عالم پناہِ خاص و عام — دار الامنِ محترم را از قدومت احترام
آستانت آسمان و پاسبانت جبرئیل — کوچہ ات دار الشفا و روضہ ات دار السلام
السلام اے حلقۂ گیسوے عنبر بار تو — عطر بیز در مشامِ قدس گالمسک الختام
مرحبا نطقِ تو معجز بخشِ انفاسِ مسیح — حبذا لعلِ لبت را مایۂ یحیی العظام
السلام اے خاتمِ ختمِ رسالت را نگیں — احمد مرسل محمد حامد و محمود نام
فرشِ تو عرشِ بریں و عرشِ تو فرشِ زمیں — دے مکانت لامکان و قاب تو سینت مقام
السلام اے خاکپایت کحلِ چشمِ حورِ عیں — کفش بردار تو رضوانست و غلمانت غلام
کشتگانت را نوید فَادْخُلُوْهَا خَالِدِیْن — تشنگانت را لبِ کوثر مے صافی بجام

یا دبہم صد صلوۃ و صد سلام از ما شفق
تا ابد بر روح آل پاک و اصحاب کرم

سلام دیگر لمولفہ

السلام اے شاہد مکی نقاب ۔ از رخت در سایہ پنہاں آفتاب
السلام اے بدر تابانِ حجاز ۔ نورِ حق شمع شبستانِ حجاز

السلام اے خاصۂ خاصانِ رب ۔ عین رب در پردۂ عینِ عرب
بندۂ حق مظہرِ حق شانِ حق ۔ حق بتو شایاں تو شایانِ حق

السلام اے رشتۂ جاں موی تو ۔ شانۂ واللیل در گیسوے تو
السلام اے والضحیٰ رخسار تو ۔ قابَ قوسین ابروے خمدار تو

شاہِ والا جاہ او ادنیٰ توئی ۔ ماہِ سبحان الذی اسریٰ توئی
اخترِ برجِ فاوحیٰ السلام ۔ دُرِّ طٰہٰ دُرجِ بطحا السلام

السلام اے سیدی روحی فداک ۔ یا شفیع الابطحی روحی فداک
لیس لی فی الدهر مولیٰ سواک ۔ لیس ماوائی و ملجائی سواک

السلام اے مہر دیدارت نثار ۔ صد دلِ پُر درد و چشمِ اشکبار
عاشقاں در راہِ عشقت تاختہ ۔ از کفِ خود نقدِ دلہا باختہ

السلام اے عیسیٰ دورانِ من ۔ السلام اے دردِ تو درمانِ من
ہمچو نے در ہجر نالاں آدمم ۔ سینہ صد چاک از نیستاں آدمم

زخمہا زد بر رگِ جاں اضطراب ۔ نغمہا سر دادم از تارِ رباب
السلام اے دردِ دلہا را دوا ۔ بادۂ عشقِ تو دارد شفا

آبِ حیواں جرعۂ از جامِ تو ۔ قطرۂ از بحرِ فیضِ عامِ تو
السلام اے روضہات دارالنعیم ۔ از تو جاری چشمۂ فیضِ عمیم

کوثر از خمخانہ ات پیمانۂ ۔ جنت از کاشانہ ات خمخانۂ
السلام اے سروِ گلزارِ خلیل ۔ سلسبیل از خوانِ لطفِ تو سبیل

نور گردد نار از فیضانِ تو ۔ گل دمد از خار در بستانِ تو
خار و خس ایں سیلِ رحمت پاک کن ۔ ذرۂ رحمے بمشتِ خاک کن

مشتِ خاکِ ما نثارِ کوے تو ۔ جاں فدا آرزومندِ جوئے تو
کن بخیر انجام یا خیر الانام ۔ التجا دارم بحسنِ اختتام

از منِ مسکیں شفیق بادا مدام ۔ بر روانت صد درود و صد سلام
ہم بر آلِ پاک اصحابِ کرام ۔ صد تحیتہا الی یوم القیام

بَلَّغَ اللّٰہُ صَلٰوتِیْ وَسَلَامِیْ اَبَدًا ۔ لِنَبِیٍّ قُرَشِیٍّ مَدَنِیٍّ عَرَبِیْ

عبد المطلب سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت خانۂ کعبہ کے در و دیوار سے صاف یہ صدا آ رہی تھی اَلْاٰنَ قَدْ طَهَّرَنِیْ رَبِّیْ مِنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَاَرْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ اب مجھے پروردگار نے بتوں کی نجاست اور مشرکوں کی پلیدی سے پاک و صاف کر دیا۔ تواتر سے ثابت ہے کہ اسی وقت نوشیرواں کے

محل میں زلزلہ آگیا اور چودہ کنگرے گر پڑے ؎

یہ تھی کسکے آثار عظمت عیاں　　کہ ہلنے لگا قصر نوشیرواں　　جو بے آب دریائے ساوہ ہوا　　رواں بحر دشت سماوہ ہوا

ہوا دیں آذر کا بازار سرد　　ہوئے جھکے آتشکدہ گرد برد　　بتوں پر یہ ہیبت کا بیٹھا عمل　　ہبل تک زمیں پر گرا منہ کے بل

ہوا یسے پامال لات و مناتؐ　　لرزنے لگا خوف سے سومناتؐ　　یہ توحید کی اُسکے نوبت بجی　　بتوں میں خدا کی دُہائی مچی

اُکھڑنے لگے پاؤں اصنام کے　　گڑے جھنڈے دنیا میں اسلام کے　　اذانوں میں داخل ہوا اُسکا نام　　نمازیں ہوئیں پڑھکے اُسپر سلام

نقرآں خطابش رؤف رحیم　　بدریائے رحمت چو دُرّ یتیم　　یتیم گرانما یہ عالی نسب　　امیر حجاز و خدیو عرب

نوید مسیحؑ و دعائے خلیلؑ　　کفیلش خدا قاصدش جبرئیل

روایت ہے حضور ختنہ کئے ہوئے ناف بریدہ پیدا ہوئے - اور سجدے میں سر رکھا - اُمت کے حق میں دعائے مغفرت کی - کبھی کوئی کپڑا انجاست سے آلودہ نہ ہوتا وقت مقررہ پر خدمت ادا ہو جاتی ستر عورت کھلتا تو یکایک چھپ جاتا (ملوکہ)

غیب سے ساماں تھا پردے کا حضرت کیلئے　　رہتے تھے حاضر ملک ہر وقت خدمت کیلئے

ہوتے ہی پیدا زمیں پر رکھدیا سجدہ میں سر　　تھی عبادت اُنکی خاطر وہ عبادت کیلئے

اُسکی شفقت کے تصدق اُسکی رحمت کے نثار　　سب سے پہلے جو دعا مانگی وہ اُمت کیلئے

جن کے حق میں ہے کھُم جنّٰتُ عَدْنٍ کا خطاب　　جنت اُنکے واسطے ہے وہ ہیں جنت کیلئے

میں خطاوار اور وہ ہے رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ
ہے شفق میرے لئے رحمت میں رحمت کیلئے

روایت ہے کہ بشارت خواب کے مطابق حضور کا نام نامی **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا - پشت مبارک پر جو مہر نبوت تھی اُسپر بھی کلمۂ طیبہ کے ساتھ بھی اسم گرامی منقوش تھا سبحان اللہ! کیا نام حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے - جسکے ہر حرف میں دربردہ ایک

مہرِ عظیم ہے (تضمین لمولفہ)

اک میم سے وہ منبع فیض عمیم ہے
پھر دوسری سے معدن خلق عظیم ہے
حے سے ہر اک مرض کا وہ حاذق حکیم ہے
کیا خوب دال داروے دردِ الیم ہے

ہر حرف اسم پاک کا دُرِّ یتیم ہے
نامِ محمدی کا خدا ہی علیم ہے

کیا خوب میم مظہرِ شانِ جمال ہے
حے سے حصول حسن عدیم المثال ہے
میمِ دگر سے مثل بھی اسکا محال ہے
دال اُسکے دین حق کی فضیلت پہ دال ہے

ہر حرف اسم پاک کا دُرِّ یتیم ہے
نامِ محمدی کا خدا ہی علیم ہے

اک میم سے ہے مکے میں بعثت حضور کی
اک میم سے مدینے کو ہجرت حضور کی
حے سے حجاز میں ہے حکومت حضور کی
دارین میں ہے دال سے شہرت حضور کی

ہر حرف اسم پاک کا دُرِّ یتیم ہے
نامِ محمدی کا خدا ہی علیم ہے

اک میم سے تو مسندِ عزت عطا ہوئی
پھر دوسری سے مہرِ نبوت عطا ہوئی
حے سے ہم عاصیوں کی حمایت عطا ہوئی
دونوں جہاں کی دال سے دولت عطا ہوئی

ہر حرف اسم پاک کا دُرِّ یتیم ہے
نامِ محمدی کا خدا ہی علیم ہے

اسرار چار حرفوں میں بھی بیشمار ہیں
مذہب بھی چار اور کتابیں بھی چار ہیں
اصحاب میں خلیفۂ حق چار یار ہیں
اسلام کے جو چار ستون استوار ہیں

ہر حرف اسم پاک کا دُرِّ یتیم ہے
نام محمدی کا خدا ہی علیم ہے

روشن ہے ایک میم سے معراج کی مثال ظاہر ہے معجزات کا میم دگر سے حال
حے سے حبیب خاص ہیں محبوب ذوالجلال گنجینۂ دنیٰ فتدلیٰ ہے حرف دال

ہر حرف اسم پاک کا دُرِّ یتیم ہے
نام محمدی کا خدا ہی علیم ہے

ذات اُسکی ایک میم سے مقصود ہر وجود میم دگر سے مصدر فیض و عطا و جود
حے سے خطاب حامد و محمود ہے نمود واجب ہے دال سے شفق ابن نام پر درود

ہر حرف اسم پاک کا دُرِّ یتیم ہے
نام محمدی کا خدا ہی علیم ہے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طائف اور مکے کا چاند یعنی بیان رضاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ساقی مے تسنیم کا وہ جام پلا دے شہد و شکر و شیر سے بڑھکر جو مزا دے
اے طبع رواں چشمۂ کوثر کو لٹا دے اے موج سخن نہر لبن آج بہا دے
رحمت کی گھٹا چھائی ہے مکے کے چمن میں
کچھ پھول برسجائیں مرے باغ سخن میں

اے ابر کرم خشک زراعت کو ہرا کر اے باغ خلیل آج دکھا پھول کھلا کر
اے گلشن خلت ثمر خلد عطا کر اے خازن رحمت در فردوس کو وا کر
آئینگو بہار آج ہے طائف کے چمن میں

کلیاں نئی کھلنے کو ہیں گلزارِ سخن میں

آغوشِ حلیمہ ہے معطّر گلِ تر سے | حوریں ہیں کھڑی آنکھیں لگائے ہوئے در سے
غلماں ہیں غلامی پہ تلے آنکھوں سے سر سے | جبریل بھی پرکھولے مگس راں ہیں ادھر سے

کیا شان خدا اصلِ علی جلوہ نما ہے
مکّے کا جو ہے چاند وہ طائف کو چلا ہے

چمکا ہے عجب گوہر نایاب عدن سے | نکلا ہے نیا بیش بہا لعل یمن سے
جاتا ہے کہاں نافۂ مشکِ آج ختن سے | جاتی ہے صبا لیکے کدھر پھول چمن سے

گلگشت میں ہے وہ گلِ گلزارِ حجازی
کہتے ہیں جسے طرّۂ دستارِ حجازی

جس نخل کے سائے میں ٹھہرتی ہے سواری | ہوتا ہے برومند رہے قدرتِ باری
دامن میں لئے نکہتِ گل بادِ بہاری | کہتی ہے کہ اے دائی حلیمہ ترے واری

عزت ہے کنیزی بھی شہِ خوش لقبی کی
تو دودھ پلائی ہے رسولِ عربی کی

ہاتف کی صدا ہے کہ یہ دولت ہو مبارک | کونین کی عظمت ہے یہ خدمت ہو مبارک
سلطانِ سیادت کی رضاعت ہو مبارک | اے سعدیہ تجکو یہ سعادت ہو مبارک

رضواں چمنِ خلد سے دیتا ہے دعائیں
حوریں بھی یہ کہتی ہیں کہ لوں تیری بلائیں

کیا شیرِ حلیمہ کو شرف ہو گیا حاصل | طائف کا قبیلہ کوئی ٹھہرا نہ مقابل
بچپن ہی سے تھے خلقِ مجسّم میں جو کامل | طینت ہی میں تھا عدل نثارِ شہِ عادل

دودھ ایک ہی جانب سے کیا نوش زہے عدل

تھا حقِ رضاعت نہ فراموش زہے عدل

لکھا ہی جو پوری ہوے دو سال کہ سرور
فرمایا حلیمہ سے کہ ہے قصد یہ مادر

جنگل میں رہیں بھائیوں کا ساتھ تو بہتر
جاتا ہوں چراگاہ کو میں بکریاں لیکر

تھا فخر شبانی کا رسولانِ سلف کو

ہے خوب۔ تتبع جو سلف کا ہو خلف کو

جانے لگے جب سوے بیاباں شہ خوشخو
پلکوں سے حلیمہ کے چھلک آئے کچھ آنسو

لے لیکے بلائیں ہوئی صدقے وہ رضاجو
کاجل دیا آنکھوں میں سنواری رخِ گیسو

شک تھا نظرِ بد کا جو دلبند حسیں پر

اسپند کیا تل کو بھی شعلہ سی جبیں پر

چرواہا چلا بنکے جو اُمت کا فدائی
صحرا کے بھی دن پھر گئے جنگل کی بن آئی

اللہ نے قدرت کی عجب شان دکھائی
نازل ہوئے قدسی پئے اعجاز نمائی

آئینے کو چمکا دیا صیقل کی جفا سے

محبوب کو زخمی بھی کیا خاص ادا سے

یہ واقعہ سنتے ہی حلیمہ جگر افگار
روتی ہوئی اس دشت میں پہونچی بدلِ زار

تھرائے قدم طاق ہوئی طاقتِ رفتار
ہر گام پہ گر گر کے سنبھلنے لگی ہر بار

چلاتی تھی اے گیسووں والے ہے کدھر تو؟

ہے ہے مرے آغوش کے پالے ہے کدھر تو؟

او مرہم زخمِ جگر افگار کدھر ہے؟
اے چارۂ دردِ دلِ بیمار کدھر ہے؟

اے نورِ نگاہِ اولی الابصار کدھر ہے؟ اے مطلعِ انوار ضیا بار کدھر ہے؟
اے رشکِ قمر! آنکھوں کے تارے مرے آجا
اے آمنہ کے لاڈلے! پیارے مرے آجا

حضرت جو بڑھے دور سے سنکر یہ صدائیں لی دوڑ کے قدموں کی حلیمہ نے بلائیں
بیساختہ کس شوق سے دیتی تھی دعائیں فرمانے لگے آپ کہ کیا حال بتائیں
کچھ درد نہ ایذا نہ خلش تھی نہ تپش تھی
اک مرکزِ کاتِ لَكَ صَدْرَكَ کی کشش تھی

خط کھنچ گئے نشترِ محو کو ملایا جو الم سے کچھ درد و الم مجکو نہیں اُسکے کرم سے
اس زخم کی لذت جو ہے کچھ پوچھ نہ ہم سے مرہم ہی لگایا ہے عجب نازو نعم سے
سینے پہ سوادِ خطِ مشکیں جو عیاں ہے
یہ کاتبِ قدرت کی کتابت کا نشاں ہے

حیرت سی ہوئی سنکے حلیمہ کو یہ گفتار آغوش میں لیکر کیا حضرت کو بہت پیار
کچھ سوچ چکے لیکن متردد تھی وہ غمخوار دھیان آیا کہ ہو جاؤں امانت سے سبکبار
پہونچانا اسکاں تک تھا جو منظور مکیں کو
کعبے کی طرف لیکے چلی قبلۂ دیں کو

اک مرحلہ پیش آ گیا مکے کے قریں پھر گم ہو گئے رستے ہی وہ خضرِ رہِ دیں پھر
بیچاری حلیمہ ہوئی نالاں و حزیں پھر رو رو کے یہ کہنے لگی وہ خاک نشیں پھر
ٹوٹی ہے کمند آ کے لبِ بام خبر لے
اے آمنہ بی بی کے دلارام خبر لے

پہونچی یہ خبر مطّلبِ پاک کو جس دم　　　کعبے کا طواف آکے لگے کرنے بصد غم
لب پر تو مناجات تھی اور آنکھیں تھیں پُرنم　　　آنے لگی ہاتف کی صدا غیب سے پیہم

گم گشتۂ راہ فہد ای جسکا لقب ہے
وادیِ تہامہ میں وہ ہادیِ عرب ہے

پاکر یہ نشاں لانے چلے لختِ جگر کو　　　کہتے تھے کہ اے نور نظر تو ہے کدھر کو
وہ ڈھونڈتے پھرتے تھے ہر سمت پریشان نظر کو　　　منزل یہ بھی پاتے نہ تھے اُس رشکِ قمر کو

ناگاہ عجب نورِ تجلّی نظر آیا
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا

دیکھا کہ درختوں کی جہاں چھاؤں گھنی ہے　　　اُس چھاؤں میں اک چادرِ مہتاب تنی ہے
پتّوں میں تہ نخل وہ ماہِ مدنی ہے　　　اک نور کی تصویر ستاروں میں چھنی ہے

آتی ہے یہ آواز قریشی لقبی ہوں
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی ہوں

یہ سنتے ہی لپٹا لیا پھیلا کے جو آغوش　　　لائے انہیں کاشانے میں بٹھلا کے سرِ دوش
غم ہو گیا گھر بھر کا مسرت سے فراموش　　　امڈا ہوا دل- مادرِ مشتاق کا تہ جوش

لپٹا لیا سینے سے کبھی لختِ جگر کو
آنکھوں سے ملا ہونٹوں کو چوما کبھی سر کو

اک دھوم تھی پھر جا کے بہار آئی چمن میں　　　پھر شام غریبانکی ہوئی صبح وطن میں
اک شور تھا پھر درِّ یتیم آیا عدن میں　　　پھر لعل بدخشاں کا نگیں آیا یمن میں

پھر دولتِ کونین جہانکی تھی وہیں ہے

پھر دُرج وہی اور وہی دُر شہوار ہے

دکھلائی گئی عمر رضاعت کی یہ تصویر
کھینچی گئی بچپن کی شباہت کی یہ تصویر

ہے سرو خیابان نبوت کی یہ تصویر
ہے یوسف کنعان رسالت کی یہ تصویر

یہ نظم شفق خواجہ[1] نظامی کو مبارک!
تصویر یہ عشاق گرامی کو مبارک!

غزل حسب حال لمؤلفہ

دھوم ہے لعل بدخشاں پھر یمن میں آگیا
پھر چراغ عالم افروز انجمن میں آگیا

جس سے تھیں رشک ختن چالاک کی گلیاں طرف
پھر وہ نافہ مشک کا دشتِ ختن میں آگیا

بوئے گل بنکر جو نکلا تھا چمن سے سیر کو
بلبلو! پھر وہ گلِ رعنا چمن میں آگیا

روح پھر قالب میں آئی جان میں جان آگئی
یوسفِ گم گشتہ پھر پھر کر وطن میں آگیا

گلفشاں ہوکر شفق نعتِ شہِ ابرار میں
اور ہی کچھ رنگ اب تیرے سخن میں آگیا

بیان کفالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آمنہ خاتون کا انتقال ہوا تو عبدالمطلب آپ کی کفالت کرنے لگے اسی اثنا میں قریش مبتلائے قحط سالی ہوئے تو عبدالمطلب کو غیب سے بشارت ہوئی کہ اپنے پوتے سے باران رحمت کی دعا کراؤ

[1] حضرت خواجہ حسن نظامی مدیر نظام المشائخ دہلی کی طرف کنایہ ہے۔

اسلئے وہ حضور کو ساتھ لیکر ایک بلندی پر چڑھے اور بارانِ رحمت کی دُعا مانگنے کو کہا اِدھر آپ نے دعا کو ہاتھ اُٹھائے اُدھر رحمت نے آغوش اجابت میں لیا۔ خوب پانی برسا اور قحط دور ہوا ؂

وہ ابرِ کرم بحرِ سخا چشمۂ رحمت — بچپن ہی سے تھا منبع اعجازِ نبوت
طفلی سے نمایاں تھے سب آثارِ رسالت — الفاظ میں تاثیر دُعاؤں میں اجابت

تسخیر اشاروں میں زمیں بھی تھی فلک بھی
تابع رہے جن و بشر و حور و ملک بھی

جب عبدالمطلب نے بھی اس جہان فانی سے رحلت کی ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کفیل ہوئے اُسی زمانے میں ابوطالب کو سفر ملک شام کا اتفاق ہوا۔ بمقتضائے شفقت آپکو بھی ہمراہ لے لیا۔ جب نواحِ شام کے ایک گاؤں میں پہونچے جہاں بحیرا راہب کا صومعہ تھا تو راہب نے دیکھا کہ ایک قافلہ آتا ہے جسپر ابر کا ٹکڑا سایہ کئے ہوئے ساتھ ساتھ ہے۔ جب قافلے والوں کے ساتھ آپ ایک جگہ ٹھہر گئے تو ابر بھی وہیں ٹھہر گیا۔ اور درخت کی ڈالیاں جُھک کر سمٹ آئیں۔ راہب نے یہ دیکھکر قافلے والوں کو دعوت دی۔ سب وہاں سے چلے اور ابوطالب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہیں درخت تلے چھوڑ آئے تھے۔ راہب نے تنہا حضور کو بُلایا تو آپ چلے اور وہ ابر کا ٹکڑا بھی سائبانِ رحمت بنا ہوا سرِ مبارک پر سایہ کئے ہوئے ساتھ ساتھ آیا۔ راہب نے یہ معجزۂ بیّنہ دیکھکر ابوطالب کو تاکید کی کہ ان میں پیغمبر آخرالزماں ہونیکے آثار ہیں انہیں قوم یہود و نصاریٰ سے بچانا۔ ابوطالب جلد مال تجارت فروخت کرکے وہیں سے آپکو مکہ معظمہ واپس لائے ؂

آغاز نمو سے تھا کمالات کا اظہار　　ہونے لگے ظاہر جو نبوّت کے تھے آثار
منزل پہ ٹھہرتے تھے جہاں سیّدِ ابرار　　تھی رحمتِ حق سایہ کناں فرق پہ ہر بار
جس سمت گزر ہو گیا اُس شاہِ امم کا
سایہ سرِ اقدس پہ رہا ابرِ کرم کا

بیان نزول وحی و آغاز نبوّت

جب حق کو ہدایت ہوئی مخلوق کی منظور　　چاہا کہ یہ ظلمتکدہ ہو جلوہ گہِ نور
ہو بزم جہاں جلوۂ توحید سے معمور　　ہر گوشے سے ہوں کفر کی تاریکیاں کافور
ہر ذرّے میں خورشید کا جلوہ نظر آئے
ہر قطرہ یہ بڑھ جائے کہ دریا نظر آئے
جاری ہو وہ سرچشمۂ فیضانِ نبوت　　سیراب ہو ہر تشنۂ دریائے ہدایت
ہو خاتمۂ دفترِ تبلیغ رسالت　　وہ دیں ہو کامل کہ نہ باقی رہے حجّت
ہوں ایسے کمالات عطا ختمِ رُسل کو
عالم میں کرے زیرِ نگیں ہر جزو و کل کو
لکھا ہے ہوئے آپکو سب مرتبے حاصل　　جب عمر کے چالیس برس ہو گئے کامل
ناگاہ ہوئی طے شرفِ قرب کی منزل　　جبریل لئے وحی منزّل ہوئے نازل
تمغائے رسالت بھی ملا تاج و علم بھی
اُمّی کو قلمرو میں ملے لوح و قلم بھی
اُترے شہِ دیں کس شرف و عز و علا سے　　اللہ کا پیغام لئے کوہ حرا سے

سینہ ہوا لبریز ہے صدق و صفا سے | روشن ہوا آئینۂ دل نورِ خدا سے

داماں حرا طور کا دامن نظر آیا

وادیٔ عرب وادیٔ ایمن نظر آیا

بخاری میں ہے:- جب حضور غارِ حرا میں خلوت نشیں تھے روح الامین نازل ہوئے آپ کو آغوش میں دبا لیا اور کہا اِقْرَأْ آپ نے فرمایا مَا اَنَا بِقَارِئٍ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں دوبارا ایسا ہی ہوا تیسری بار اس طرح کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ط خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ط اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ہ

اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سردی محسوس ہوئی - گھر میں آتے ہی حضرت خدیجہؓ سے فرمایا زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي مجھے کملی اڑھاؤ کملی اڑھاؤ - انہوں نے کملی اڑھا دی اور کہا آپ کچھ غم نہ کریں خداوند کریم آپ کے ساتھ بہتری کرے گا - کیونکہ خوش خلق حلیم - جواد ہیں -

ابتدا میں آپ خفیہ طور پر تبلیغ رسالت فرماتے تھے - مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ - عورتوں میں حضرت خدیجہ کم سنوں میں حضرت علی مرتضیٰؓ - موالی میں زیدؓ بن حارثہ ایمان لائے ہ

ہو چکا حضرت کو جب عطا تمغاءِ رسالت | خفیہ فرمانے لگے تبلیغ احکام خدا

ہو گئے توحید کے قائل جو با صدق و صفا | سابقون الاولون میں نام انکا لکھا گیا

رفتہ رفتہ سلسلہ بیعت کا جاری ہو گیا

لا کے ایماں لاکھ پر ایک ایک بھاری ہو گیا

روایت ہے کہ جب بلالؓ ایمان لائے تو امیہ بن خلف جس کی وہ غلامی

ہیں تے اُنکو سخت ایذائیں دیتا تھا ایک دفعہ عین گرمی کی شدت میں دوپہر کے وقت جلتی
ریت پر لٹا کر اور بھاری پتھر سینے پر رکھکر اُن سے کہنے لگا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے منحرف ہو جا۔ مگر حضرت بلالؓ کی زبان پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جاری اور
گویا بزبان حال یہ عالم طاری تھا (تضمین بیت مشہور لموئفہ)

دکھایا اثر سوز و گداز قلبی نے
پھونکا جگر و دل کو غم تشنہ لبی نے

تڑپا دیا بجلی کی طرح مضطربی نے
نعرہ یہ کیا ہجر میں عشاق نبی نے

دل کو مرے تسخیر کیا اک عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

کس طرح کوئی کوہ الم سر پہ اٹھائے
کسطرح کوئی سینے سے سِل غم کی ہٹائے

شیشہ یہ جو گرے سنگ پہ جھنکار نہ آئے
کیوں عاشق مضطر نہ یہ فریاد مچائے

دل کو مرے تسخیر کیا اک عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

لو جلد خبر عاشق مضطر کو سنبھالو
بیمار کے ہمدرد بنو درد بٹالو

پہلو کوئی تسکین کا للہ نکالو
کس منہ سے بتائیں تمہیں ہم پوچھنے والو

دل کو مرے تسخیر کیا اک عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

قمری کیطرح سرو کا مجھکو نہیں سودا
بلبل کیطرح گل کا نہیں والہ و شیدا

وامق کیطرح میں نہیں دلدادہ عذرا
مجنوں کی طرح میں نہیں دیوانہ لیلیٰ

دل کو مرے تسخیر کیا اک عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

بیچارہ و بے یار و بے تاب و توانم
بے طاقت ضبط است نہ یارائے فغانم

از درد نہانش دل من داند و دانم
مانند شفق ہست ہمیں ورد زبانم

دل کو مرے تسخیر کیا اک عربی نے
مکّی مدنی ہاشمی و مطلبی نے

بلالؓ کا یہ حالِ پُرملال سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **ابوبکر صدیقؓ** کو بھیجا
اُنھوں نے خرید کرکے آزاد کرالیا اور کفار کی ایذا رسانی سے بچالیا - اُسوقت حضرت
بلالؓ پر گویا بزبان حال یہ مصداق مقال تھا ؎

آزاد ہوکے قید غمِ دوجہاں سے ہم — رکھتے ہیں عشق سیدِ کون و مکاں سے ہم
شاہا حریمِ پاک میں مدفن بنائیں گے — اُٹھینگے مرکے بھی نہ ترے آستاں سے ہم
کیا دہشتِ سوال نکیرین قبر میں — واقف ہیں جب حضور کے نام و نشاں سے ہم
یاد آگئی بہار مدینہ پسِ فنا — گھبرا کے نکلے شوق میں باغِ جناں سے ہم
پہونچے ہیں آستان نبی پر زہے نصیب — آنکھوں کو ملتے ہیں قدم پاسباں سے ہم
سردیں گے راہ عشق پیمبر میں شوق سے — کیونکر ہٹیں گے معرکۂ امتحاں سے ہم
ہر اُمتی کی قبر پہ آئے گا اک براق — محشر میں بھی چلیں گے عجب عز و شاں سے ہم
دربار شہ میں آکے لگا نیکو ڈالیاں — چُنتے ہیں میوے نخل ریاضِ جناں سے ہم

پاکر شفق عروج ثنائے حبیب میں
توڑیں گے تارے عرش کے اوجِ بیاں سے ہم

بیان اخلاق حمیدۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بمصداق آیت وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ حضور کی ذات بابرکات سرچشمۂ اخلاق
عمیم تھی - احیاء العلوم میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا گیا تو فرمایا سارا
قرآن مجید حضور کے حسنِ اخلاق سے معمور ہے **لمؤلفہ** -

جس کے اخلاق حمیدہ سے ہو قرآں معمور — اُسکے اوصاف بشر سے ہو بیاں کیا مقدور

خلق میں آپ کا کیوں خُلق تھو تا مشہور　　اسی پردے میں تھی اللہ کی رحمت مستور

آئے عالم میں جو وہ رحمتِ عالم بنکر　　مہرباں سب پہ رہے خلق مجسم بنکر

جنگ اُحد میں دنداں مبارک کا شہید ہونا صحابہ پر شاق گزرا تو سب نے کہا یا حضرت کافروں کے حق میں بد دُعا فرمائیے - ارشاد ہوا میں رحمت کے لئے مبعوث ہوا ہوں اور ہاتھ اُٹھا کر فرمایا اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي إِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اے خدا میری قوم کو ہدایت دے یہ لوگ جانتے ہی نہیں - **لمولفہ** -

دُعا اُسکو دی جس سے ایذا اُٹھائی　　بُرائی کے بدلے میں کی یہ بھلائی

صدا اِهْدِ قَوْمِي کی لب پر جو آئی　　تھی مدنظر قوم کی رہنمائی

جو ہادی ہوا ایسا تو رہبر ہوا ایسا　　نبی ہو تو ایسا ہمیشہ ہوا ایسا

سخاوت :- فتوحات و مال غنیمت سے جو کچھ آتا فوراً تقسیم فرما دیتے ایکدفعہ نوّے ہزار درم کے ڈھیر لگا دیے گئے آپ نے کھڑے کھڑے سب کو بانٹ دیا کچھ بھی نہ رکھا اُسی دن شام کو فاقے سے بسر فرمایا **لمولفہ** -

حضرت تھے بادشاہ بھی دل کے فقیر بھی　　سب کچھ تھا اور کچھ نہ تھا شاہِ زمن کے پاس

قناعت :- اکثر فقر و فاقے سے بسر فرماتے کبھی جو کی روٹی بھی آسودہ ہو کر تناول نہ فرمائی **لمولفہ**

کس درجہ رہے فقر پہ قانع شہِ دیں بھی　　کافی تھی تناول کو فقط نانِ جویں بھی

مرغوب تھا بستر کیلئے فرشِ زمیں بھی　　اس اوج پہ تھے مثلِ فلک خاک نشیں بھی

لیتے تھے قدم آ کے ملک چرخِ بریں سے
آتی تھی اَنَا الْعَرْش کی آواز زمیں سے

تواضع:- زمین ہی پر بیٹھتے - زمین ہی پر کھانا نوش فرما لیتے - اکثر بوریا پر خواب استراحت فرماتے **لموئفہ**-

جب ہوئے شاہِ دوعالم قدرداں بوریا — بڑھ گئی تختِ سلیمانی سے شانِ بوریا

ہے روایت آبدیدہ ہو گئے اصحاب جب — دیکھکر جسمِ مقدس پر نشانِ بوریا

زیب بخشِ مسندِ الفقر فخری نے کہا — اور ہے میری نظر میں عزوشانِ بوریا

خاکساری ہے بہت محبوب کی حق کو پسند — اسلئے محبوب بھی ہے قدردانِ بوریا

خود بدولت ہی نے جب تعریف فرمائی شفیق

کیا حقیقت میں اگر ہوں مدح خوانِ بوریا

طبری نے لکھا ہے کہ ایکدن سفر میں حضور نے اصحاب کو بکری ذبح کرنے کا حکم دیا - تو ایک صحابی نے کہا کہ اس کا ذبح کر لینا میرے ذمے ہے دوسرے نے کہا صاف کرکے بنا لینا میرے ذمے - تیسرے نے عرض کی میں پکاؤں گا حضور نے بنفس نفیس ارشاد فرمایا کہ جنگل سے لکڑیاں میں چن لونگا - اصحاب نے ادب کے ساتھ التماس کیا - حضور کیوں ایسی تکلیف گوارا فرمائیں جب ہم لوگ خدمتگزاری کو حاضر ہیں - فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تم میں بیٹھکر مشیخت مآب بنجاؤں - اللہ کو یہ بات ناپسند ہے کہ اپنے دوستوں میں بیٹھکر کوئی اپنے کو سب سے بڑا دکھلائے (**لموئفہ**)

ایسی فروتنی یہ تواضع یہ انکسار — اپنے سوا تھی اوروں کی تکلیف ناگوار

تھا یہ خیال آئے کسی پر ذرا نہ بار — مدنظر کبھی نہ رہا اپنا افتخار

خلق عظیم کا تھا اثر بات بات میں

لاکھوں صفات جمع تھیں اک ذات میں

صرف آپ پر ہوا رسالت کا خاتمہ ۔۔۔ تھا آپ ہی پہ شفقت و رحمت کا خاتمہ
لطف و عطا و جود و سخاوت کا خاتمہ ۔۔۔ حلم و حیا و خلق و مروّت کا خاتمہ
ہر وصف میں یگانۂ آفاق ہو گئے
ختم آپ پر مکارمِ اخلاق ہو گئے

بیانِ معجزاتِ بیّنات حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

معجزات بینات حضور سرور کائنات علیہ التحیات اسقدر ہیں جنکی گنجائش اس مختصر میں محال ہے مگر مشتے نمونہ از خروارے چند مشہور و متواتر معجزے درج ذیل ہیں کہ موجب ازدیاد خلوص و تازگی ایمان ہو - وہو ہذا

معجزہ شق القمر

آیت :- اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ؕ

ترجمہ :- ساعت نزدیک ہوئی اور چاند پھٹ گیا اگر کوئی معجزہ دیکھتے ہیں کفار منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں ہمیشہ کا جادو ہے -

وقوع اس معجزہ کا مکہ معظمہ میں ہوا ہجرت سے پہلے ابوجہل وغیرہ کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ دعوی رسالت میں سچے ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھائیے - اسپر حضور نے دعا کی اور قادر ذوالجلال کی قدرت کاملہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے یہ دیکھکر کفار کے ہوش اڑ گئے کچھ ایمان لائے اور کتنوں کو ابوجہل نے جادو کا دھوکا دیکر بہکا دیا وَانْشَقَّ بصیغہ ماضی سے آیت قرآنی اس معجزے کو

ثابت کرتی ہے اور اخبار سے متواتر واضح ہے ۔

ہو گئے رشک سے اعدا کے جگر دو ٹکڑے — ہوا انگشت مبارک سے قمر دو ٹکڑے

بیچ میں کوہ حرا صاف نظر آتا تھا — اور تھا چاند ادھر اور ادھر دو ٹکڑے

اِس طرف ناخنِ اعجاز نما تیغ بکف — اُس طرف تھی مہ کامل کی سپر دو ٹکڑے

کیسی خیرہ ہوئیں کفّار عرب کی آنکھیں — چاند جب آنے لگا صاف نظر دو ٹکڑے

ہے تصوّر جو اس ابروئے ہلالی کا شفیق — ہے دلِ زار بھی مانند جگر دو ٹکڑے

معجزہ ردّ الشمس

اسماء بنت عُمیس سے مروی ہے کہ مقام صہباء خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ کے زانو پر سر رکھے ہوئے آرام فرماتے تھے کہ نزول وحی کا آغاز ہوا اور اتنا عرصہ کھینچا کہ آفتاب غروب ہونے لگا یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہونے کو آئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دفعتًا آنکھیں کھولیں تو پوچھا کہ نماز عصر پڑھ لی یا نہیں حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کیونکر پڑھتا حضور نے دعا کی آفتاب نکل آیا دھوپ میدان میں پھیل گئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز عصر پڑھ لی ۔

کیا ہو بیان وصف شہ آسمان جناب — ہر معجزہ تھا آپ کا بے مثل و لاجواب

اعجاز شاہ دیں نے دکھایا یہ انقلاب — نکلا غروب ہو کے دوبارہ پھر آفتاب

قبضے میں شرق و غرب بھی تھے بحر و بر بھی تھے
زیر نگیں حضور کے شمس و قمر بھی تھے

معجزۂ الثمر

ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کچھ خرمے حضور میں لائے آپ نے اُن پھلوں کو اکٹھا کر کے اُنکے توشہ دان میں رکھدیا اور فرمایا اِس توشہ دان کو بالکل خالی کر کے جھاڑ نہ دینا البتہ ہمیشہ خرمے نکال لیا کرنا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ سالہا سال اِس توشہ دان سے خرمے نکالے اور مصرف میں لائے گئے جس روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی مجھ سے پریشانی میں وہ توشہ دان گم ہوگیا۔ میں مغموم ہو کر یہ شعر پڑھنے لگا ؎

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَّلِي يَوْمِ هَمَّانِ ۔ فَقْدُ الْجِرَابِ وَقَتْلُ الشَّيْخِ عُثْمَانَ

ترجمہ — لوگوں کو تو ایک رنج ہے مجھے دو رنج ہیں ایک گم ہونا توشہ دان کا دوسرے شہید ہونا حضرت عثمانؓ کا۔

معجزۂ الشجر

صحیح مسلم میں جابرؓ کہتے ہیں کہ اثنائے سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضور نے ایک درخت کی شاخ کو توڑ کر فرمایا خدا کے حکم سے میرا تابعدار ہو جا وہ درخت اِس طرح حضور کے قدم بقدم چلا جیسے اونٹ مہار تھامنے والے کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ پھر دوسرے درخت کو بھی اسی طرح دیکھا پھر میرا خیال ٹل گیا۔ دیکھا کہ آپ چلے آرہے ہیں اور دونوں درخت اپنی جگہ پر جا لگے ہیں۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ ایک پہاڑ کے قریب گزرے اُس سے السلام علیک کی صدا آئی ؎

اے رسولِ عملی پائے عجب خارقِ عادات ۔ کیا تابع فرماں تھے نباتات و جمادات

کیا ذات نہی مستجمع اعجاز و کرامات — تھے ایک سے اک معجزہ بیّنہ کیا بات
ممتاز غلامی سے شجر بہی تھے حجر بہی — تھے لذتِ اعجاز سے معمور ثمر بہی

معجزۃ الاصابع

صحیحین میں جابرؓ سے روایت ہے کہ مقام حدیبیہ میں جب لشکر اسلام پیاس سے بیتاب ہوا اور کہیں پانی نہ ملا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ظرف میں دست مبارک رکھا۔ انگشتانِ اقدس سے پانی چشمے کی طرح جوش مارنے لگا۔ سب لشکر کے آدمیوں نے پانی پیا اور وضو بہی کیا حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پندرہ سو آدمی تھے اور زیادہ بہی ہوتے تو پانی کافی ہوتا لمؤلفہ

انگشت مبارک سے جو چشمہ ہوا جاری — نازل ہوئی لشکر پہ عجب رحمتِ باری
پیاسوں کی بجھی پیاس مسرت ہوئی طاری — اک ظرف سے سیراب ہوئی فوج وہ ساری
محبوب خدا منبع فیضان اتم تھے — الیاس و خضر تشنۂ دریائے کرم تھے

معجزۃ الاصنام

صحیحین میں ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ کافران قریش نے تین سو ساٹھ بت خانۂ کعبہ کے گرد رکھے تھے اور سیسے سے مضبوط جما دئے تہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنگام فتح مکہ داخل مسجد الحرام ہوئے تو آپ لکڑی ہاتھ سے اُن بتوں کو اشارہ کرنے لگے اور یہ آیت پڑہتے تھے :۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ط

جس بُت کے منہ کی طرف اشارہ کیا وہ چت ہو کے گرا اور جسکے پیچھے اشارہ فرمایا وہ اوندھا ہو کر گر پڑا۔ للمولفہ

گر پڑے سجدے میں بُت خیر الوریٰ کو دیکھکر — کفر باطل ہو گیا اُس حق نما کو دیکھکر
واہ رے عزت و شرفت اللہ رے جاہ و جلال — جھکتے ہیں شاہوں کے سر اُسکے گدا کو دیکھکر
مرتے دم ہو روضۂ خیر الوریٰ پیشِ نظر — روح خوش ہو جائے جنّت کی فضا کو دیکھکر
نزع میں آئے تصور اُس لبِ جاں بخش کا — جی اُٹھوں میں عیسیٰ معجز نما کو دیکھکر

انتہائے آرزو یہ ہے دمِ آخر شفیق
دم نکل جائے جمالِ مصطفےٰ کو دیکھکر

مسدّس در بیان معراج شریف مسمّی باسم تاریخی معراجِ حضور

اے اوجِ طبع عالمِ بالا کی سیر کر — باغِ بہشت و کوثر و طوبیٰ کی سیر کر
کعبے سے چلکے مسجدِ اقصیٰ کی سیر کر — سدرے سے بڑھکے عرشِ معلّیٰ کی سیر کر
اُٹھ جائیں صاف آنکھوں سے پردے حجاب کے
جلوے نظر میں ہوں شہِ گردوں جناب کے

اے کلکِ دُرفشاں گہرِ شاہوار لا — اشعار آبدار و مرصّع نگار لا
اے باغبانِ فکر گلِ نوبہار لا — باغِ جناں سے گوندھکے پھولوں کے ہار لا
آ جائے موجِ نکہتِ عنبر سرشت کی
چُن چُن کے لا کھلی ہوئی کلیاں بہشت کی

ساقی! کدھر ہے بادۂ اطہر کے جام دے — یاقوتِ سُرخ و لالۂ احمر کے جام دے

ماءِ معین و چشمۂ کوثر کے جام دے — تسنیم و سلسبیل کے بھر بھر کے جام دے

بے دُرد خوشگوار مقطّر پلا مجھے

کافور و زعفراں سے معطّر پلا مجھے

وہ مے کہ مے پرست کو کر دے جو حق پرست — وہ مے کہ ہوشیار ہوں نشے میں جس کی مست

وہ مے کہ بیخودوں کو کرے نیست سے جو ہست — وہ جام جس کا نام ہے جامِ مے الست

دو گھونٹ پی کے دور ہوں غم بھوک پیاس کے

چھکے چھٹیں سرور میں پانچوں حواس کے

مستو نہیں دورِ بادۂ توحید رنگ لائے — مطرب بھی سوز و ساز کے ساماں نئے جمائے

ہر اہل ذوق نغمۂ دلکش پہ لوٹ جائے — ہو حق کا غُل ہو صوفیِ صافی کو وجد آئے

ہوں معرفت کی دھن میں ترانے خیال کے

آجائیں میرے قال میں انداز حال کے

تازہ ہو آب و رنگ مضامیں سے انجمن — جوہر شناسیوں سے پکار اُٹھیں اہلِ فن

لعل یمن ہیں لفظ تو نقطے دُرِ عدن — ہے موتیوں میں تُلنے کے قابل یہی سخن

بازارِ نظم گرم ہو اونچی دُکاں رہے

میزانِ حشر میں مرا پلہ گراں رہے

صدقے میں نعتِ پاک حبیبِ غفور کے — عرشِ بریں سے لاؤں مضامیں دور کے

اشعار ہوں ڈھلے ہوئے سانچے میں نور کے — موسیٰ کو طور آئیں نظر برقِ طور کے

طبعِ رسا کو مدحتِ معراجِ پاک سے

پہونچا دوں عرشِ پاک پہ اب فرشِ خاک سے

باون برس کی عمر ہوئی جب حضور کی
طے منزلیں ہوئیں سفر راہ دور کی
چھائی وہ چھاؤں رحمت رب غفور کی
پھیلیں تجلّیاں شب اسریٰ کے نور کی

تاروں بھری وہ رات کہ جسپر نثار دن
قرباں جسپہ سیکڑوں راتیں ہزاروں دن

وہ رات جسکی شان میں واللیل ہے رقم
جسکی خدائے پاک نے کھائی ہے خود قسم
وہ رات جس سے قدر شب قدر کی بھی کم
وہ رات جسمیں طالب و مطلوب تھے بہم

وہ رات پردہ دار رموز و نکات تھی
محبوب سے حبیب کے ملنے کی رات تھی

فرش زمیں سے عرش بریں تک وہ دھوم دھام
وہ ہر طرف ملائکہ سرگرم اہتمام
وہ گلشن بہشت میں رضواں کا انتظام
حوروں کے ہاتھ میں مے تسنیم کے وہ جام

وہ ہر طرف سبیل سے سلسبیل کی
طیاریاں وہ دعوت ابن خلیل کی

وہ خوانہائے نعمت الواں نئے نئے
میوونکے وہ طبق لئے غلماں نئے نئے
جنّت کے وہ سجے ہوئے ایواں نئے نئے
مہمانیٔ حبیب کے ساماں نئے نئے

اک دھوم تھی زمین سے لے آسمان تک
مہماں کے انتظار میں تھا میزبان تک

مہماں کا دلنواز ادہر خواب ناز تھا
فرش زمیں پہ بستر شاہ حجاز تھا
آنکھوں میں جلوۂ نگہ نیم باز تھا
گویا کھلا ہوا در راز و نیاز تھا

کیا خواب تھا کہ طالع بیدار ہو گیا

امّت کی مغفرت کا سزاوار ہو گیا

ناگاہ جبرئیل امیں کا ہوا نزول کی عرض یوں ادب سے جھکا کر کہ اے رسول
حاضر ہوں لیکے مژدۂ دیدار ہو قبول بے مانگے چاہیے آج مرادیں ہوئیں حصول

بھیجا گیا ہوں خدمتِ مطلوب کیلئے
آیا ہوں ہمرکابیِ محبوب کے لئے

لایا ہوں جسکے کھیت سے جنت کے وہ سمند ہیں بجلیاں بھری ہوئیں رگ رگ میں بند بند
شوخ اسقدر کہ آگ پہ جیسے پتاں سپند یکساں ہے اسکے واسطے ہو پست یا بلند

رکھتا ہے پانوں بڑھکے حد مستقیم تک
جائیگا اک ترارے میں عرشِ عظیم تک

حوروں سے حسن پریوں سے بہتر جمال بھی انداز بھی نرالے نئی چال ڈھال بھی
وہ چال جس سے چوکڑی بھولیں غزال بھی پائے نہ جسکی گرد کو پیکِ خیال بھی

بادِ صبا سے تیز سبکرو نسیم سے
گلگشت میں بڑھا ہوا موجِ شمیم سے

صرصر خرام رشکِ چمن غیرتِ بہار کھیت اُس کا باغِ خلد فلک اُس کا مرغزار
رکھدے قدم جو کلیوں پہ کھلجائیں ایکبار پانی پہ یوں چلے کہ نہ ہو بوند بھر بھی بار

دامن نہ پر شکن ہو ذرا سطحِ آب کا
چھلکے نہ دست موج میں ساغر حباب کا

آیا ہے مثلِ وحیِ منزّل زمین پر لائیگا لامکاں کی کوئی دم میں یہ خبر
راکب نے بس رکاب میں رکھے قدم ادہر کوسوں یہ دم میں دوڑ گیا صورتِ نظر

دو گام اسکو فاصلۂ غرب و شرق ہے
نام اسکا ہے بُراق یہ سرعت میں برق ہے

المختصر سوار ہوئے شہ بصد وقار — گردوں پہ طرقوا کی ہوئی ہر طرف پکار
فوجِ ملک جلو میں تھی باندھے ہوئے قطار — روح الامیں تھے مروحہ جنباں بصد پیار
کتنے حجاب ہٹ گئے آ آ کے سامنے
پہونچے حضور مسجدِ اقصا کے سامنے

اللہ رے عزّ و شان شہِ آسماں مقام — بیت الحرم سے بڑھکے یہاں بھی تھا احترام
مینار کر رہے تھے جو تعظیم کو قیام — محرابیں جھک پڑی تھیں ادب سے پئے سلام
منبر نے سرو قد جو پڑھا خطبہ آپ کا
ہر شان سے دو چند ہوا رتبہ آپ کا

مسجد میں مقتدی ہوئیں ارواح انبیا — وہ مقتدائے خلق ہوا سب کا پیشوا
ایسے امام ایسے نمازی کہ مرحبا — محبوب تھی حبیب کی تکبیر کی صدا
کانوں تک آکے صدرِ مبارک پہ ہاتھ تھے
اللہ کہکے خالقِ اکبر کے ساتھ تھے

انداز کچھ نئے تھے قیام و قعود کے — قربان اُس رکوع کے صدقے سجود کے
رتبے بڑھے حبیبِ خدائے ودود کے — صلِّ علیٰ مزے تھے زباں پر درود کے
پایا ادھر سلام خدا کا سلام سے
سب مقتدی اُدھر ہوئے رخصت امام سے

اقصیٰ سے بڑھ چلا جو براقِ سبک عناں — پیشِ نظر تھا بلبلِ سدرہ کا آشیاں

روح الامیں پکارے ہیں اے شاہ انس و جاں
بے بال و پر ہوں طاقت پرواز اب کہاں

چکر میں آیا گنبد نیلی رواق بھی
جبریل بھی کنارے ہوے اور براق بھی

نکلے قدم جو حلقۂ چشم رکاب سے
رفرف نے پایا اوج قدوم جناب سے

گزرے وہ یوں بچشم زدن ہر حجاب سے
جس طرح برق کوند کے نکلے سحاب سے

بالائے بام عرش معلّٰی پہونچ گئے
تا منزلِ دَنیٰ فتدلّٰی پہونچ گئے

پہونچے وہاں کہ پائے خرد بھی جہاں ہے لنگ
حیرت کا وہ مقام کہ ہوش و حواس دنگ

میدان وہ کہ وسعت اندیشہ جس میں تنگ
ایسا چمن صبا کا جہاں جم سکے نہ رنگ

وہ گلستاں کہ ہر روش گلستاں سے دور
وہ بوستاں کہ فصل بہار و خزاں سے دور

سب کچھ ہے اور پھر کسی شے کا پتا نہیں
ساقی بھی دور جام بھی مے کا پتا نہیں

نغمہ بھی سوز و ساز بھی سے کا پتا نہیں
مطرب بھی نے نواز بھی نے کا پتا نہیں

لاکھوں نئے ترانے ہیں الحان کچھ نہیں
سو سو طرح کے ساز ہیں سامان کچھ نہیں

یکتا وہ انجمن کہ دوئی کا گزر نہیں
وہ بزم بیخودی کہ خودی کا اثر نہیں

آواز و چشم و گوش و نگہ سے خبر نہیں
ہیں ہوش گم کہ دخل حواس بشر نہیں

ڈر ہے کہیں نہ وہم پڑے التباس میں
کیا کہیے تھے حضور وہاں کس لباس میں

تھا فرقِ پاک ظلِّ حمایت سے تاجدار　　بر میں قبائے عظمت و اعزاز و اقتدار
رحمت تھی خاص خلعتِ محبوبِ کردگار　　تحفے ملے خزانۂ خالق سے تین چار

ماءِ معین و کوثر و تسنیم و سلسبیل
نہرِ بہشت چشمۂ کافور و زنجبیل

باغِ جناں بھی مل گیا طوبیٰ بھی مل گیا　　گنجینۂ دنیٰ فتدلّٰی بھی مل گیا
سرمایۂ رموز فاوحیٰ بھی مل گیا　　اَوْ اَدنیٰ سے قرب و رتبہ اعلیٰ بھی مل گیا

ایسا شرف کسی کو کہاں اور کب ملا
مہماں کو میزباں سے جو ملنا تھا سب ملا

سرکار جب کریم کے دربار سے چلے　　امّت کی مغفرت سے بڑھے دل کے ولولے
ارمان نکلے پورے ہوئے سارے حوصلے　　راز و نیاز کے ہوئے طے لاکھوں مرحلے

رخصت ہوئے جو عظمت و جاہ و حشم کے ساتھ
رحمت بھی ہمرکاب تھی عفو و کرم کے ساتھ

رضواں پکارتا تھا کہ چلئے سوئے جناں　　اُس باغ بے خزاں کا ازل سے ہوں باغباں
پابوس کو خمیدہ ہیں طوبیٰ کی ڈالیاں　　قصرِ بلند ناز سے ہیں سر بہ آسماں

آرائشیں ہزاروں ہیں زینت کے واسطے
کیا کیا چمن لگائے ہیں امت کے واسطے

گلگشت باغِ خلد سے پھر ہو کے شادکام　　طے ہو چکے جو عالمِ بالا کے سب مقام
رونق فزائے کعبہ ہوئے قبلۂ انام　　کیا جلد ہو گیا یہ سفر دور کا تمام

آئے قدم حضور کے پھر فرشِ خاک پہ

کیوں خاک کا دماغ نہ ہو عرش پاک پر

اِس طرح آپ آ گئے طے کر کے نوطبق — جیسے کسی کتاب کے اُلٹے کوئی ورق

ممکن نہیں سمجھ لے کوئی پڑھ کے یہ سبق — کیا نکتہ خیز قصۂ معراج ہے شفق

کھولے یہ راز تاب زباں و دہن نہیں

اس رمز میں کلام کو جائے سخن نہیں

روایت ہے کہ سب سے پہلے حضور کے معراج شریف کی صداقت حضرت صدیقؓ نے کی اور سنتے ہی کہا صَدَّقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

صدیق کیوں نہ دیتے شہادت حضور کی — روشن تھی اُنکے دل پہ صداقت حضور کی

کھلتی ہے جس بشر پہ حقیقت حضور کی — وہ جانتا ہے رفعت و عظمت حضور کی

ہیں مصطفیٰ رسول خدا کچھ خدا نہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) — لیکن قسم خدا کی خدا سے جدا نہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

مسدس حلیہ شریفہ مسمی باسم تاریخی جمال پیغمبر ۱۳۲۵ھ

للہ الحمد ہے پھر نور سے سینہ معمور — صبح صادق سے ہی پھر مہر تجلی کا ظہور

پھر وہی نور ہے آنکھوں میں وہی دل میں سرور — پھر اُسی بادۂ سرجوش سے ہوں نشے میں چور

پھر صدا قلقل مینا کی ہے ساقی ساقی

دیدے جو کچھ ہو ترے جام میں باقی ساقی

مست میکش ہوئے پھر تیرے کرم سے ساقی — بزم آباد ہوئی پھر ترے دم سے ساقی

فیض مداحی سلطان اُمم سے ساقی — مشق کا کام لوں پھر لوح و قلم سے ساقی

جیت لوں خامہ و قرطاس کا میداں ساقی

پھر لکھوں حلیۂ پیغمبر ذیشاں ساقی

پھر کتابت کے ہوں سامان خداساز بہم
ہو تسلیم کے لئے شاخ شجر طور قلم

وسعت صفحہ کو نہیں نظر آتی ہے کم
پردہ چشم کا ہے کاغذ ابری پُر نم

ورق مہر جہانتاب ہے سادا اب تک
نہ لکھا منشی گردوں سے وہ نقشا اب تک

ایسی تصویر کہ اُترا نہیں چربا جس کا
فرد اس قالب خاکی میں ہے خاکا جس کا

دنگ ہے دیکھکے نقاش بھی نقشا جس کا
عکس کون اُسکا اُتارے نہ ہو سایا جس کا

کوئی ہمتا نظر آیا نہیں جس نے دیکھا
نور کا سایہ سوا نور کے کس نے دیکھا

نہ ملا ڈھونڈھنے والوں کو جو سائے کا پتا
سب نے کی فکر باندازۂ ہمت کیا کیا

اہل قبلہ اُسے کہنے لگے کعبے کی ردا
خلد والے بھی سمجھنے لگے نخل طوبیٰ

پتلیاں دیدۂ بینا کی بنا کر اُسکو
رکھ لیا حوروں نے آنکھوں میں اُٹھا کر اُسکو

حُسن وہ حسن یہ کہ خود حسن کہے صلّ علیٰ
جس کا یوسف کو بھی سودا ہو زلیخا سے سوا

اک جھلک دیکھکے غش کھائیں جناب موسیٰؑ
جی اُٹھیں اُس لب جاں بخش پہ مر کر عیسیٰ

درجے طے حُسن خداداد کے کیا خوب ہوئے
انتہا یہ ہے کہ اللہ کے محبوب ہوئے

کسقدر حُسن تناسب سے تھے اعضا موزوں
غیرت سرو سہی قامت بالا موزوں

تھا بلندی میں میانہ قد رعنا موزوں
صورت مصرع برجستہ سراپا موزوں

اور مصرع بھی وہ مصرع جو ہوا لا ثانی
فرد ایسا کہ نہ مصرع کوئی جس کا ثانی

پست رفعت میں ہے کعبے کا ستوں کیا کہیے
شاخیں نکلیں جو اُسے شجرۂ طوبیٰ کہیے
فرق کو قالبِ دستارِ تجلّا کہیے
درۃ التاج سرِ عرشِ معلّا کہیے

چتر حمد سے حق نے جسے عظمت بخشی
اور پھر طُرّۂ طٰہٰ سے بھی زینت بخشی

گیسوئے پاک کی سنبل سے ہے نسبت بیجا
نافۂ مشکِ ختن کہنا سراسر ہے خطا
لیلۃ القدر سے بھی قدر میں عظمت میں سوا
شبِ معراج بھی گویا ہے اسی کا سایا

بہتر ان سب سے ملی مجھکو یہ تشبیہ نئی تو
خط طغرا میں ہے واللّیل کی تفسیر لکھی

صبحِ صادق کا ہے پیشانیِ انور سے ظہور
جلوہ گر وادیِ ایمن میں ہے یا شعلۂ طور
خالِ مشکیں صفتِ مردمکِ دیدۂ حور
آیتِ رحمتِ حق مصحفِ رخسارِ حضور

منکشف نورِ جبیں سے جو رخِ صاف کا ہے
حاشیہ سورۂ والفجر پہ کشاف کا ہے

بڑھ گیا اور خطِ سبز سے حسنِ رخسار
چمنِ خلد میں ہے سبزۂ مینا کی بہار
خامۂ کاتبِ قدرت کی ہیں کیا نقش و نگار
خوب لکھا گیا طغرا یہ بخطِ گلزار

دعویِ حسنِ خطِ اہلِ رقم توڑ دیے
خوشنویسِ ازلی نے بھی قلم توڑ دیے

قابِ قوسین کا ابروئے خمیدہ پہ گماں
اک رگِ سرخ بھی ما بین دو ابرو ہے نہاں

الف اسم جلالی کی طرح ہے جو عیاں ؛ بنتی ہے وقت غضب سینۂ اعدا پہ سناں

داران ابروؤں کا کب گیا خالی دیکھو

کھچ گئی بدر میں کیا تیغ ہلالی دیکھو

چشم بد دور ہو کیا مدحت چشمان سیاہ ؛ سرمگیں رہتی ہیں بے سرمہ زہے شان اللہ

دل ہیں آہوے حرم کے کریں در پردہ جو راہ ؛ حوریں دیکھیں کہنے لگے ماشاء اللہ

سحر کیسا کہ ہیں اعجاز ہیں مشتاق آنکھیں

جفت ہیں دیکھنے میں حسن میں ہیں طاق آنکھیں

سرخ ڈورے وہ کہ نازک ہیں رگ گل سی سوا ؛ جسطرح ساغر گلرنگ میں موج صہبا

نشۂ بادۂ توحید جو آنکھوں میں چڑھا ؛ جھوم کر شوق میں مستان محبت نے کہا

ساقیا جرعۂ از جام شراب عنبی

رحم بر تشنہ لباں اَنْتَ بِاُمِّیْ وَ اَبِیْ

بینی پاک کی ضو شمع کی لو صلّ علیٰ ؛ شعلۂ طور سے کم جسمیں نہیں نور و ضیا

نردباں بام حقیقت کی جو کہئے تو روا ؛ حسن کو اسکے سبب رتبۂ معراج ملا

کیا بیاں کیجئے اعزاز و شرف بینی کا

چشم بینا کو وسیلہ ہے خدا بینی کا ؛

حسن میں بڑھکے ہے یوسف سے وہ روئے تاباں ؛ کس طرح چاہ ذقن کو کہوں چاہ کنعاں

یا نبی یا نبی دُر دنداں سے ہیں دُرّ غلطاں ؛ لب جاں بخش ہیں یا چشمۂ آب حیواں

ہو مسیحا بھی تو قربان تبسم ہو جائے

دہن پاک سے قُل نکلے اگر قُم ہو جائے

ہے زباں گنجِ معانی کی کلیدِ اسرار　　　شان میں جسکے ہے مَا یَنطِقُ صادق ہر بار
صفتِ لب ہیں خموشی کا ہی لازم اظہار　　　مدحتِ گوش میں ہے بندِ زبانِ گفتار

کھل نہیں سکتا معمّا ہے حدیثِ لب و گوش
کہتے ہیں حضرت جبریلؑ ادب سے خاموش

شانہ و دوش بھی عظمت میں ہیں ہمدوشِ فلک　　　جلّشانہ کی صدا دیتے ہیں گردوں پہ ملک
شانِ رفعت کے ہیں شایاں کچھ اسمیں نہیں شک　　　کیوں نہوں غاشیہ بردوش سماتا بہ سمک

شوق ہے شاہدِ رحمت کو ہم آغوشی کا
مژدہ اس دوش سے اُمّت کو سبکدوشی کا

منفعل پشت مصفا سے ہی لوحِ سیمیں　　　غیرتِ مہرِ سلیماں ہے نبوت کا نگیں
کلمۂ نقشِ نگیں ہی کوئی شک اسمیں نہیں　　　نقطہ رکھنے کی جگہ جسمیں نہ تل بھر بھی کہیں

ہو گیا نام خدا دین کا سکّہ جاری
ہو گئی زیرِ نگیں جسکے خدائی ساری

ہے گریباں سے عیاں حُسن بیاضِ گردن　　　دامنِ طور سے ہے دست و گریباں دامن
جلوہ گر یوں ہے تنِ صاف تہِ پیراہن　　　شمع کافور ہو فانوس میں جیسے روشن

دُرِ اسرارِ وحی کا خزینہ سینہ
لوحِ محفوظ کا گویا ہے سفینہ سینہ

ساعدِ صاف بھی وہ رشکِ دہ شاخِ بلور　　　رنگ شمعِ سحری دیکھکے جسکو کافور
روشن انگشتِ مبارک سے ہیں فوارۂ نور　　　آستیں سے ہوا دیکھو یدِ بیضا کا ظہور

ہاتھ شل ہوں جو اسے پنجۂ مرجاں لکھوں

پنجۂ شاہ کو پنج آیتِ قرآں لکھوں

ناخنِ شہ سے مہ نو ہو مقابل کیونکر
آجتک ہوتا ہے انگشت نما گردوں پر

اک اشارے میں ہوا معجزۂ شقِ قمر
چشم بد دور ضیاسے کفِ دستِ انور

اک جھلک دیکھتے ہی شمع تجلّی گل ہو

دستِ موسیٰ میں چراغِ یدِ بیضا گل ہو

زانوے شہ سے خجل آئینۂ اسکندر
ساق پرنور کی ضو پشت قدم تک یکسر

صاف شفاف ضیا بار تجلّی گستر
دیکھنے والوں کی حیرت سے پھسل جائے نظر

ہو سراپائے مبارک کا بیاں کیا پایہ

عرش سے پائے معلّیٰ کا ہے اونچا پایہ

کر لیا نظم شفق میں نے سراپائے حضور
گو سراپا ہوں خطا معترفِ عجز و قصور

نذر کو لیکے چلوں پیش خداوند غفور
اور ساتھ اُسکے ادب سے یہ کروں عرض ضرور

بارک اللہ عناصر کی ہو تقدیر ایسی

یا رب اس چوکھٹے میں اور ہو تصویر ایسی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ بِقَدْرِ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

مسدّس در بیان وفات شریف مسمٰی باسمِ تاریخی مخبرِ وفات

عالم سے شہنشاہِ دو عالم کا سفر ہے
سردار گروہ نبی آدم کا سفر ہے

سلطانِ عرب سید اعظم کا سفر ہے
افسوس کہ محبوبِ مکرّم کا سفر ہے

کعبہ ہے سیہ پوش غمِ قبلۂ دیں میں

خورشید نہاں ہوتا ہے آغوش زمیں میں

اندھیر ہے گل ہونیکو ہے شمع رسالت ۔ ہے تیرہ و تاریک جہاں چھائی ہے ظلمت
افسوس! مدینے کا اجڑنا ہے قیامت ۔ کم روز قیامت سے نہیں شامِ مصیبت

یہ شامِ مصیبت ہے شبِ تار سے بڑھکر
ہے بارِ الم کوہ گرانبار سے بڑھکر

ہنگامۂ محشر ہے بپا ارض و سما میں ۔ ہیں بحر و بر و جن و ملک آہ و بکا میں
تارے بھی ہیں منہ ڈھانپے ہوئے کالی گھٹا میں ۔ مُرجھائے ہوئے پھول ہیں دامانِ صبا میں

گلشن میں جو چھائی ہے گھٹا حسرت و غم کی
ہر گل کے ہے سینے میں خلش خارِ الم کی

سنبل صفتِ گیسوے برہم ہے پریشاں ۔ شبنم کی طرح دیدۂ نرگس بھی ہے گریاں
غنچے ہیں جو دلتنگ تو گل چاک گریباں ۔ ہیں نالہ و فریاد میں مرغانِ خوش الحاں

غل مُنہمِکٌ فِی اللّٰہ کا بلبل کی فغاں ہے
اک شور قیامت ہے بپا کون و مکاں میں

کہتے ہیں سرافیل لئے صور فلک پر ۔ کیا حکم ہے اے مالکِ کل حاکمِ داور
کس دن کے لئے تو نے اُٹھا رکھا ہے محشر ۔ یہ دن ہے وہ دن جسکو کہیں حشر سے بڑھکر

کس طرح قرار آئیگا اس دارِ فنا کو
شاہنشہ عالم تو چلے ملکِ بقا کو

جب آخری حج سے ہوئے فارغ شہ ابرار ۔ حل ہو چکے اسلام کے سب عقدۂ دشوار
ناگاہ علالت کے نمایاں ہوئے آثار ۔ نب آئی مسیحائے زمن ہو گئے بیمار

حکم آیا کہ صحت بھی ہے موجود شفا بھی
جو تیری رضا ہے وہی مرضیٔ خدا بھی

فرمایا کہ صحت کا ہوں خواہاں نہ شفا کا — کچھ کام نہ درماں کا یہاں ہے نہ دوا کا
بندہ وہ ہے جو تابعِ فرمان ہو خدا کا — ہر حال میں پابند ہوں تسلیم و رضا کا

جب ختم ہوئے دورۂ آلامِ جدائی
عاشق کے لیئے وصل ہوا انجام جدائی

اس درجہ علالت کی خبر پاتے ہی اصحاب — حاضر ہوئے کاشانہ میں با دیدۂ پُر آب
مضطر تپِ ہجراں سے جو تھی صورتِ سیماب — چادر کو کوئی ہاتھ لگاتا یہ نہ تھی تاب

کچھ آخری تبلیغ بجا لانے کو حضرت
اُٹھ بیٹھے تھے مسجد کی طرف جانے کو حضرت

اصحاب سنبھالے ہوئے تھے گرد تھے انصار — مسجد میں بدقت ہوئے داخل شہ ابرار
شدت کی تھی تپ ضعف سے رنجورِ تنِ زار — فرمانے لگے آیا ہے رخصت کو یہ بیمار

یہ سن کے رہی ضبط کی طاقت نہ کسی میں
تھا شورِ فغاں مسجدِ پاکِ نبوی میں

فرمایا کہ خاموش رہو صبر سے لو کام — جو کام رسالت کے تھے میں کر چکا انجام
سن لو اسے یہ آخری رحلت کا ہی پیغام — پانا تھا جو کچھ پا چکے تم نعمتِ اسلام

اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ارشاد ہوا ہے
اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ کا شرف تم کو ملا ہے

آئے تھے ہدایت کے لیئے جتنے پیمبر — تبلیغِ رسالت سے مشرف ہوئے اکثر

پورے ہوئے الہامِ الٰہی کے جو دفتر ممتاز ہوئے بارگہِ قرب میں جا کر

آئے تھے جو بندوں کے ملانیکو خدا سے

ملنے کو خدا سے وہ گئے دارِ فنا سے

بندہ وہ کہ راضی رہے مالک کی رضا میں کیا دخل ہے انسان کو مرضیِ خدا میں

کیا خاک بنائے کوئی گھر دارِ فنا میں اک رات کا مہمان مسافر ہے سرا میں

عاشق کو مبارک کہ فنا عین بقا ہے

پیغامِ اجل مژدۂ دیدارِ خدا ہے

بے وصل کے عشاق کو راحت نہیں ملتی بے کھوئے ہوئے جان یہ دولت نہیں ملتی

بے فقر و فنا پائے یہ لذت نہیں ملتی بے قرب کبھی وصل کی نعمت نہیں ملتی

دربار سے جسکی ہو طلب خواب وہی ہے

طالب کا جو مطلوب ہو محبوب وہی ہے

تبلیغِ رسالت کے جو تھے مرحلے دشوار طے ہو چکے اب میں ہوں سبکدوش و سبکبار

اسوقت مگر فرض ہے اِس امر کا اظہار ہو قرض کسی کا تو ادا کر دے یہ نادار

مانا کوئی مجھ سے طلبگار نہیں ہے

منظور مگر سر پہ مجھے بار نہیں ہے

سُن لیں یہ وصیت مری سب مومنِ دیندار اصحاب ہوں یا آل مہاجر ہوں کہ انصار

مل جلکے ہوں ایک ایک کے حامی و مددگار میرے ہی قدم پر رہے ہر ایک کی رفتار

دل سے رہیں سرگرم طلب حق کی رضا میں

حق انکی رضا میں ہے وہ حق کی رضا میں

لکھا ہے اس اثنا میں کہ حضرت تھے بیمار　جبریل عیادت کیلئے آئے کئی بار
کہنے لگے لایا ہوں میں گو مژدۂ دیدار　لیکن ہے یہ ارشاد کہ محبوب ہے مختار

منظور ہو عالم میں اقامت تو وہی ہو
یا خلد بریں جا کے قیام ابدی ہو

رضواں کی ہے حسرت کہ ہو آباد جناں بھی　رونق شہ کونین کے دم سے ہو وہاں بھی
جوئے عسل و شیر بھی ہیں نہر رواں بھی　موتی کے محل بھی ہیں زمرد کے مکاں بھی

فردوس سوا آپ کے کاشانہ ہے کس کا
تسنیم چھلکتا ہوا پیمانہ ہے کس کا

فرمایا کہ دنیا سے ہوں برخاستہ خاطر　جو مرضی مولیٰ ہو ہر حال ہوں حاضر
بندے کو کوئی عذر ہے جو حکم ہو صادر　پوشیدہ کوئی بات نہیں اُس پہ ہے ظاہر

سب اُسکی عنایت ہے بڑا اُسکا کرم ہے
اُمّت کے سوا اور کوئی فکر نہ غم ہے

حکم آیا کہ فرمائیں نہ اندیشۂ اُمّت　رحمت ہی اِدھر سے جو اُدھر ہی ہے شفاعت
اُن کے لئے فردوس ہے کاشانۂ راحت　اُنکے لئے مرتے ہی کھُلے ہیں در جنّت

رحمت کو ہے میری سبقت قہر غضب پر
ہوگی نظر لطف و کرم حشر میں سب پر

جبریل تو رخصت ہوئے بادیدۂ خونبار　پھر قابض ارواح کی آمد ہوئی یکبار
دروازے کے کھُلنے پہ جو پیہم کئے اصرار　بند آنکھیں کھلیں چونک اُٹھے سیّد ابرار

فرمانے لگے فاطمہ زہرا سے کہ کیا ہے

یہ کون چلا آتا ہے کسکی یہ صدا ہے

زہراؓ نے ادب سے کہا اے ختم رسالت | کہتی ہوں تو سنتا نہیں یہ عذر علالت

کیا جانے بشر ہے کہ فرشتہ ہے یہ حضرت | ہو حکم تو دیدوں اسے آنیکی اجازت

فرمایا کہ پیغام اجل اسکی صدا ہے

صحت ہو جس درد کو اسکی یہ دوا ہے

پیاسوں کو پلاتا ہی یہی جام فنا بھی | یہ ذائقۃ الموت بھی ہے آب بقا بھی

یہ دارو ے وصلت بھی ہے فرقت کی دوا بھی | اس سے مرض عشق کو ہوتی ہے شفا بھی

عاشق کو چھڑاتا ہے یہی دام بلا سے

ہر بندۂ مومن کو ملاتا ہے خدا سے

اے صلّ علیٰ اس کرم وجود کے قرباں | تھا نزع میں بھی ہمسے گنہگاروں پہ احساں

تھی فکر کہ امّت کی ہوں سب مشکلیں آساں | فرماتے تھے بیچاروں کا اللہ نگہباں

سو جائیں تصدق ہوں شہنشاہ امم پر

ہر آن ہزاروں کرم و لطف تھے ہم پر

لکھا ہے کہ بولے ملک الموت یہ اسدم | امّت کے دم نزع کا فرمائیں نہ کچھ غم

اے فخر رسل سرور کل سیّد عالم | ہر حال میں ہیں تابع حکم نبوی ہم

یوں جان سبک نکلیگی ہر ایک کے تن سے

بوے گل تر جیسے نکلتی ہے چمن سے

ناگاہ ہوئی روح نبی مائل پرواز | نازل ہوئی رحمت در فردوس ہوا باز

دی قدسیوں نے عالم بالا سے یہ آواز | محبوب خدا وصل خدا سے ہوئے دمساز

جنت کا دماغ آج چڑھا عرش بریں پر
اک غم کا فلک ٹوٹ پڑا روئے زمیں پر

جس مطلع انوار سے روشن ہوئے ذرات   پیدا ہوئے شمس و قمر و ارض و سموات
سایہ اُٹھے اُس مہر درخشاں کا جو ہیہات   کیوں آنکھوں میں ہر ایک کے یکساں ہوں نہ دن رات

سکتے میں تھے ہر سو در و دیوار مدینہ
سنسان تھا ہر کوچہ و بازار مدینہ

سامان تھے محشر کے قیامت کا سماں تھا   جو غیرتِ گلزار تھا ویراں وہ مکاں تھا
بس شمع کے گل ہوتے ہی تاریک جہاں تھا   تھا نور تو فانوس میں محفل میں دھواں تھا

گھر عائشۂ پاک کا ویراں ہوا افسوس!
مسکن جو تھا مدفن وہ شبستاں ہوا افسوس

یارب شہ دیں سید ابرار کا صدقہ   محبوب کے اُس روح پُر انوار کا صدقہ
کل آل کا اصحاب کا انصار کا صدقہ   ابدال کا اوتاد کا اخیار کا صدقہ

ہو خاتمہ بالخیر محمدؐ کی دعا میں
دے جان شفق بھی رہِ تسلیم و رضا میں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

بیان شرف زیارت روضۂ منورہ و فضائل مدینۂ طیبہ

زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ منورہ کی زیارت باسعادت اُمتِ مرحومہ

کے لئے ذریعۂ نجات و وسیلۂ فیوض و حسنات ہے دار قطنی وغیرہ کتب احادیث سے مروی ہے :-

حدیث :- مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ -

ترجمہ :- جس نے میرے قبر کی زیارت کی اُسکی شفاعت مجھ پر واجب ہوئی -

حدیث :- مَنْ حَجَّ وَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیٰوتِیْ -

ترجمہ :- جس نے حج کیا اور میرے قبر کی زیارت کی میری حیات کے بعد گویا عالم حیات میں مشرف زیارت ہوا

(اس مقام پر مشتاقان زیارت باسوز و گداز گویا یوں عرض راز و نیاز کرتے ہیں)

گھر کر گئی ہے دل میں تمنائے مدینہ | کعبے میں نظر آتی ہے اب جائے مدینہ
کچھ اُس کی زیارت کا شرف حج سے نہیں کم | مکے کا تو سردار ہے مولائے مدینہ
گھبرا کے نکل آؤنگا میں چاکِ گریباں | جنت میں جو یاد آئے گا صحرائے مدینہ
نظروں سے اُتر جائے بہارِ گل جنت | رضواں کو جو دکھلا دوں تماشائے مدینہ
قسمت میں زیارت ہو تو کچھ دور نہیں ہے | بلوائے مدینہ مجھے مولائے مدینہ
اب ہند میں مرتا ہے مریضِ تپ ہجراں | فریاد ہے فریاد مسیحائے مدینہ

ہر پھول سے آتی ہے **شفق** بوئے پیمبر
اے صلّ علیٰ نکہتِ گلہائے مدینہ

حدیث :- مَابَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ -

ترجمہ :- میری قبر اور میرے منبر کے درمیان بہشت کے باغوں سے ایک باغ ہے :-

زہے روضۂ دلکشائے مدینہ | بہار جناں ہے فضائے مدینہ
مجھے خلد میں یاد آئیگی ہر دم | فضائے مدینہ ہوائے مدینہ

نکل آئیں جنت سے گھبرا کے حوریں　　اگر دیکھ پائیں فضائے مدینہ

نہیں عاشقوں کو کوئی اور حسرت　　سوائے مدینہ سوائے مدینہ

شفق درد دل کا مرے چارہ گر ہے

مسیحائے دار الشفائے مدینہ

سبحان اللہ! مدینۂ طیبہ کی خاک پاک خاکِ شفا وہاں کا غبار عشاق بیقرار کے درد دل کی دوا ہے۔

ہے عاشقِ بیقرارِ مدینہ　　دوا درد دل کی غبارِ مدینہ

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ　　بہارِ جناں ہے نثارِ مدینہ

الٰہی بنے میری آنکھوں کا سرمہ　　غبارِ سوادِ دیارِ مدینہ

مجھے گلشن ہشت جنت ہی رضواں　　بیابان قرب و جوارِ مدینہ

تصور سے کہتا ہوں نقشہ دکھا دے　　کہ گھر بیٹھے دیکھوں بہارِ مدینہ

جو منزل میں پیچھے رہا قافلے سے　　تڑپنے لگا بیقرار مدینہ

شفق کاش ہو جاؤں میں جان و دل سے

فدائے مدینہ نثارِ مدینہ

اہل سنت والجماعت کا اجماع اس پر ہے کہ اشرف البلاد مکۂ معظمہ و مدینۂ منورہ ہیں اور باتفاق اکثر علمائے دین حرمین شریفین میں مدینۂ طیبہ کو بوجوہ چند ترجیح ہے خصوصاً وہ ارض پاک جسکو حضور کے جسد اطہر نے بستر خواب استراحت بنالیا ہے کعبہ کیا بلکہ عرش و کرسی سے بھی افضل ہے فتاوائے درمختار میں ہے۔ فَاِنَّہٗ اَفْضَلُ مُطْلَقًا حَتّٰی مِنَ الْکَعْبَۃِ وَالْعَرْشِ وَالْکُرْسِیِّ ۵

زہے ارضِ رفعت نشانِ مدینہ — بڑھی عرش و کرسی سے شانِ مدینہ
یہ تنزیل قرآں سے ثابت ہوا ہے — خدا کو ہے پیاری زبانِ مدینہ
وہ روضہ ہے ہمپایۂ عرشِ اعظم — کہ جسمِ مبارک ہے جانِ مدینہ
مجھے ذکرِ جنت سے کیا کام واعظ — سنا دے کوئی داستانِ مدینہ

جگہ دیجئے آستانے پہ شاہا
شفق بھی ہے اک مدح خوانِ مدینہ

سبحان اللہ! مدینۂ طیبہ کی ہر صبح و شام خیر و برکت سے معمور اور در و بام انوار اقدس سے نور علیٰ نور ہے ؎

ہیں طورِ تجلی در و دیوارِ مدینہ — موسیٰ بھی ہیں غش دیکھکے انوارِ مدینہ
آجائے خزاں گلشنِ فردوس پہ رضواں — دیکھے جو بہارِ گل گلزارِ مدینہ
جنت سے سروکار نہ طوبیٰ سے ہے مطلب — کافی ہے مجھے سایۂ دیوارِ مدینہ
ہے مشک ختن نکہت گیسوئے پیمبر — تاتار ہے ہر کوچہ و بازارِ مدینہ

جنّت کی بہار آج شفق لوٹ رہی ہیں
دیتے ہیں عجب لطف یہ اشعارِ مدینہ

سبحان اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے سے ہجرت فرما کر مدینۂ طیبہ کی قدر و منزلت بڑھائی اور فضل خدا سے دولت دارین اُس ارض پاک کے دامن میں آئی پھر محبوب کا مسکن عشاق کو کیوں محبوب نہ ہو۔ **مولانا روم**

گفت معشوقے بعاشق کای فتا — تو بغربت دیدۂ بس شہر ہا
پس کدامیں شہر زانہا خوشترست — گفت آں شہرے کہ دروے دلبرست

کسی معشوق نے عاشق سے پوچھا تو نے بہت شہر دیکھے سب سے اچھا کون ہے اس نے
کہا جہاں محبوب دلربا ہو **تضمین للمولفہ**

بسی ہے عطر میں باد صبا مدینے کی　　　　بہار باغ جناں ہے فضا مدینے کی
ہر ایک شے ہے عجب دلربا مدینے کی　　　　ہر ایک چیز ہے کیا خوشنما مدینے کی
پری کی شکل ہے مردم گیا مدینے کی

ہوائے خلد سے بہتر وہاں کی آب وہوا　　　　فضائے طیبہ ہے کیا دلنواز روح افزا
نہیں ہے دل میں کوئی حسرت اور اسکو سوا　　　　جدا ہو دل مرے پہلو سے کچھ نہیں پروا
پر آرزو نہ ہو دل سے جدا مدینے کی

افسوس! ہم گدایان آستان شاہ حجاز روضۂ دلنواز سے منزلوں دور و دراز با دیدۂ اشکبار و دل بیقرار گویا یوں درد جدائی کا اظہار کرتے ہیں **مسدس تضمین بیت مشہور للمولفہ**

فغاں ز دیدۂ خونبار و چشم نوحہ گرے　　　　بنالہ سوز و گداز سے نہ در فغاں اثرے
نہ صبر در دل من ہے نہ سکوں در جگرے　　　　قرار ور فتہ نے سوی چمن گزرے
نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی مانمی برد خبرے

لبوں پہ آگیا دم کب تک آہ سرد بھرے　　　　سنبھالے دلکو کہاں تک جگر پہ ہاتھ دھرے
غریب عاشق ناشاد کیا تڑپکے مرے　　　　پیام کس سے یہ بھیجے کلام کس سے کرے
نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی مانمی برد خبرے

نہ کوئی مونس و غمخوار ہے نہ ہمدم ہے　　　　کہ درد ہے مرا ہمدرد ہمنشیں غم ہے

ہجوم حسرت و اندوہ دل میں پیہم ہے　　کہوں میں کس سے عجب بے کسی کا عالم ہے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسی مانگنے بردِ خبر ہے

غمِ فراق کے رنج و ملال کس سے کہیں　　ہوئی ہے جان بھی تن پہ وبال کس سے کہیں
دلِ حزیں پہ ہیں کیا کیا خیال کس سے کہیں　　خبر لو یا شہ دیں اپنا حال کس سے کہیں

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسی مانگنے بردِ خبر ہے

یہ شرم ہے کہ میں شیدائے طیبہ کہلاؤں　　پھر اس پہ ہند کا پیوند خاک ہو جاؤں
پیامبر نہیں کس سے پیام بھجواؤں　　خبر میں اپنی وہاں آپ کیسے پہنچاؤں

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسی مانگنے بردِ خبر ہے

گیا نہیں کوئی پیغامبر مدینے تک　　ہوا نہ ہائے کسی کا گزر مدینے تک
نہ پہونچی آہ نسیمِ سحر مدینے تک　　کوئی نہ لے گیا میری خبر مدینے تک

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسی مانگنے بردِ خبر ہے

بہارِ خلد مجھے جیتے جی دکھائے کون　　گلی تک آپ کی ہمراہ لیکے جائے کون
خضر بھی ساتھ نہیں راستہ بتائے کون　　مدینہ جا کے مرا حال دل سنائے کون

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے زبیکسی مانگنے بردِ خبر ہے

غریب بندہ بے زر کی کون سنتا ہے   حقیر و خوار و زبوں تر کی کون سنتا ہے
دہائیاں دلِ مضطر کی کون سنتا ہے   قفس میں طائر بے پر کی کون سنتا ہے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسی ما سنے برد خبرے

صدائیں قیدی زنداں کی کون سنتا ہے   اسیر گوشۂ حرماں کی کون سنتا ہے
فقیر مضطر و نالاں کی کون سنتا ہے   غریب بے سر و ساماں کی کون سنتا ہے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسی ما سنے برد خبرے

مزار شہ پہ کوئی کاش ہدیہ لیجائے   مری طرف سے درود و سلام پہونچائے
وہاں سے دردِ جگر کی مرے دوا لائے   مگر تلاش یہ ہے کون جائے اور آئے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسی ما سنے برد خبرے

پیام اپنا کہے تو کسے ملا کے کہے   کوئی نہیں ہے جو موقع محل بھی پا کے کہے
شفیق کہے تو کسے دردِ دل سنا کے کہے   کوئی نہیں ہے جو دکھ سکھ کسی کا جا کے کہے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبیکسی ما سنے برد خبرے

اشعار التجائیہ

شفیع تو میں گنہگار یا رسول اللہ — کریم ہے تری سرکار یا رسول اللہ
ہمارا حال ہے سارا حضور پر روشن — نہیں ضرورت اظہار یا رسول اللہ
سفر طویل ہے توشہ قلیل ہیں نادار — ہو سہل منزل دشوار یا رسول اللہ
یہ التجا ہے کہ ہوں دفن مرکے طیبہ میں — لحد ہو غیرت گلزار یا رسول اللہ

قبول ہوتے ہی جنت کے پھول ہو جائیں
شفیق کے نعتیہ اشعار یا رسول اللہ

مناجات اوّل

اے خداوندِ زمین و آسماں — بادشاہِ مالکِ کون و مکاں

ہے تو ہی مسجودِ کل معبودِ کل — ہے تو ہی مقصودِ کل موجودِ کل

ہے تجھی سے ہست و بود و جز و کل — ہے تجھی سے تار و پود خار و گل

گل کو گر چاہے بنا دے خار تو — خار کو چاہے کرے گلزار تو

ہیں ترے محتاج سارے خشک و تر — تیرے دریا کے ہیں قطرے بحر و بر

تیرے پرتو سے فروغ نور و نار — باغ جنّت تیرے گلشن کی بہار

یہ نہیں کہتا کہ دے جنّت میں گھر — یہ نہیں کہتا کہ دے قصرِ گہر

یہ نہیں کہتا کہ دے حور و قصور — بخش دے لیکن مرے جرم و قصور

یہ نہیں کہتا کہ دے مال و منال — جو رضا تیری عطا ہو بے سوال

یہ نہیں کہتا کہ دے تاج و سریر — اپنے ہی در کا مگر رکھنا فقیر

یہ نہیں کہتا کہ دولت ہو نصیب — دولتِ حجّ و زیارت ہو نصیب

کوچۂ شاہِ عرب دکھلا مجھے — روضۂ محبوب تک پہونچا مجھے

اُس درِ عظمت نشاں پر رکھ کے سر — یوں کروں عرض اے شہِ والا گہر

اب یہ سر ہے اور سنگِ آستاں — ایسے در کو چھوڑ کر جاؤں کہاں

آئے اُس در پر اجل کیا خوب ہو — جاں فدا اے روضۂ محبوب ہو

ہو شفیق مدفن حریمِ پاک میں — خاک مل جائے وہاں کی خاک میں

رَبِّ اغْفِرْ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ
فَاسْتَجِبْ اٰمِیْنَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مناجات دوم

اے سب کی دعائیں سُننے والے ‏ کانٹے ہر دل سے چُننے والے

جو تجھکو پسند آئے سُن لے ‏ کانٹوں کو ہٹا کے پھول چُن لے

جس میں تیری رضا وہ بہتر ‏ خوش جس سے ہو تو دعا وہ بہتر

سب تجھ سے ہیں سب کا ہی سبب تو ‏ سب تیرے ہیں اور سب کا رب تو

تو ہی مالک ہے بحر و بر کا ‏ تو ہی مختار خشک و تر کا

ذرّے کو آفتاب کر دے ‏ قطرے کو دُرِّ خوش آب کر دے

پتھر کو کر دے چاہے پانی ‏ دے کوہ کو بحر کی روانی

تو چاہے تو پائے آبرو خاک ‏ تو چاہے تو خاک سے کرے پاک

بندہ ہوں گنہگار تیرا ‏ مجرم ہوں شرمسار تیرا

خاطی ہوں خواستگارِ رحمت ‏ عاصی ہوں اُمیدوارِ رحمت

جب وزن عمل کی آئے باری ‏ پلّہ رہے نیکیوں کا بھاری

کٹ جائے صراط کی بھی منزل ‏ سب سہل تجھے مجھے ہیں مشکل

یارب شاہِ عرب کا صدقہ ‏ جتنے پیارے ہوں سب کا صدقہ

رکھ لینا شرم التجا کی ‏ تیرے ہاتھ آبرو دعا کی

دامن ترا ہاتھ سے نہ چھوٹے ‏ بندوں کا آسرا نہ ٹوٹے

وارث تو ہی ہے بیکسی کا ‏ محتاج نہ ہو شفیق کسی کا

یارب بطفیل آل یاسین ‏ آمین آمین ثم آمین

تحقیق سخن

۱۳۳۲ھ

حضرات! اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اُردو شاعری کس طرح کی جاتی ہے؟ اُسکے عیوب کیا ہیں؟ اُس کے محاسن کیا ہیں؟ تو اس رسالے کو دستور العمل بنائیے۔ تعقید حشو زوائد۔ ذم کا پہلو۔ تبذل۔ شتر گربہ۔ ایطا وغیرہ کا بیان مثالوں کے ساتھ اس طرح لکھا گیا ہے کہ پڑھکر سمجھ لینے والا اپنے کلام کی اصلاح خود کرسکتا ہے۔ تذکیر تانیث کے مختلف فیہ الفاظ کا فیصلہ بھی ہے۔ عطف و اضافت۔ واحد جمع وغیرہ کے متعلق ضروری باتیں درج ہیں۔ اصناف سخن کی بحث میں قصیدہ گوئی۔ غزلسرائی۔ مرثیہ گوئی۔ مثنوی۔ رباعی۔ قطعہ۔ تاریخگوئی کے متعلق وہ مفید و کارآمد مضامین لکھے گئے ہیں جن سے ہر صنف سخن کا ماہر ہونے کے علاوہ مذاق سلیم حاصل ہونے کا اچھا ذریعہ ہے۔ مختصر یہ ہے کہ اس طرح کا رسالہ اُردو میں اتنی کارآمد باتوں کے ساتھ ابتک نہیں لکھا گیا تھا۔ مصنّف نے اپنے اُستاد حضرت **امیر مینائی** لکھنوی کے تصدّق میں جو فیوض حاصل کئے اور برسوں کے تجربۂ شاعرانہ سے جو کام لئے اُن سب کا ایک مفید مجموعہ ہے۔ اکثر شعرا کو یہ رسالہ ایک شفیق رہنما کا کام دیسکتا ہے۔ مضمون کی خوبی عبارت کی دلچسپی کا لُطف اُسپر مستزاد ہے۔ چھپائی لکھائی سب اعلیٰ پیمانے کی ہے۔ **قیمت:** ۸/

مجموعۂ رباعیات۔ جسمیں ہر مضمون کی ردیف وار رباعیاں دوسو کے قریب ہیں اور جناب **خلیل** جانشین امیر مینائی کا یہ تاریخی مصرع کہ **مصرع ہر رباعی تازگی میں فرد ہے** ۔ اسکی صداقت کو کافی ہے۔ مطبوعہ مفید عام آگرہ۔ نصف کے قریب جلدیں باقی اور شایع ہوگئیں **قیمت** ۴/ علاوہ محصولڈاک

المشتهر

مؤلف ناچیز شفق عمادپوری رفیع گنج ضلع گیا